واصف علی واصف

بات سے بات

غم کتنا ہی سنگین ہو نیند سے پہلے تک

☆☆☆

کائنات کا کوئی غم ایسا نہیں جو آدمی برداشت نہ کر سکے

☆☆☆

مرنے کے بعد زندہ ہونے کی خوشی صرف اس شخص کو ہو سکتی ہے۔ جو اس زندگی میں کوئی کام کر رہا ہو۔ جو اس زندگی میں کوئی کام کر رہا ہو تو اسے مرنے کا کوئی خوف نہیں ہوتا۔

☆☆☆

جوانی سولہ سال کی عمر کا نام نہیں۔ایک انداز فکر کا نام ہے،ایک انداز زندگی کا نام ہے ،ایک کیفیت کا نام ہے۔یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص سولہ سال میں بوڑھا ہو،اور ایک شخص ساٹھ سال میں جوان ہو۔

سانس کی موت سے پہلے بہت سی موتیں ہو چکی ہوتی ہیں،ہم سانس کو موت سمجھتے ہیں۔حالانکہ سانس تو اعلان ہے ان تمام موتوں کا جو آپ مر رہے ہیں

جس انسان کی آنکھ میں آنسو ہیں وہ اللہ سے نہیں بچ سکتا،انسان کا اللہ سے قریب ترین رشتہ آنسوؤں کا ہے۔

☆☆☆

دنیا کے اندر سب سے بڑا انصاف یہ ہے کہ یہ دنیا گناہ کے متلاشی کے لئے گناہ دیتی ہے۔اور فضل کے متلاشی کو فضل دیتی ہے۔

جس کو صداقت اور نیکی کا سفر کرنے کی خواہش ہے۔وہ جان لے کہ یہ منظوری کا اعلان ہے،جس کو منظور نہیں کیا جاتا۔اس کو یہ شوق ہی نہیں ملتا۔

جو بات آپ کے دل میں اتر گئی وہ ہی آپ کا انجام ہے،اگر آپ کو موت آجائے تو جس خیال میں آپ مریں وہی آپ کی عاقبت ہے۔

جو آدمی موت سے نہیں نکل سکتا، وہ خدا سے کیسے نکل سکتا ہے۔

اپنی ہستی سے زیادہ اپنا نام نہ پھیلاؤ نہیں تو پریشان ہو جاؤ گے

☆☆☆

دور کا کوئی مقام ایسا نہیں ہے جو قریب نہ آ سکے

☆☆☆

استعداد سے زیادہ کی تمنا، ہلاکت ہے، اور استعداد سے کم کی خواہش آسودگی ہے

حق کیا ہے، استعداد کے مطابق حاصل، احسان کیا ہے حق سے زیادہ حاصل محرومی کیا ہے حق سے کم حاصل۔

آنسو قرب کا ثبوت ہیں، جب روح کا روح سے وصال ہوتا ہے تو آپ کو آنسو آجاتے ہیں۔

منافق وہ ہے جو اسلام سے محبت کرے اور مسلمانوں سے نفرت۔

جس چیز کو ہم باعث عزت سمجھ رہے ہیں۔اس کی موجودگی میں لوگ ذلیل ہیں۔

آپ کے سانس گنتی کے مقرر ہو چکے ہیں، نہ کوئی حادثہ آپ کو پہلے مار سکتا ہے۔نہ کوئی حفاظت آپ کو دیر تک زندہ رکھ سکتی ہے۔

جھوٹے معاشرے میں عزت کے نام سے مشہور ہونے والا آدمی دراصل ذلت میں ہے۔

دعا یہ کرو کہ اے اللہ جو تو نے دینا ہے، وہ بغیر مانگے دے۔ اور جو کچھ تو نے نہیں دینا۔ اس کے مانگنے کی توفیق ہی نہ دے

☆☆☆

فانی کی محبت فنا پیدا کر دے گی، باقی کی محبت بقا پیدا کرے گی۔

معاشرے انسان کو جنم دیتے ہیں۔ اور انسان معاشرے کو جنم دیتا ہے۔

جب آپ اپنے ماضی کو حال پر فوقیت دیتے ہیں تو آپ مذہبی آدمی بن جاتے ہیں۔ جب مستقبل کو فوقیت دیتے ہیں تو پھر سائنسی آدمی بن جاتے ہیں۔ سائنس ماضی سے نجات پاتی ہے، جب کہ مذہب ماضی کی طرف رجوع کرتا ہے۔

جو کسی مقصد کے لئے مرتے ہیں۔ وہ مرتے نہیں ہیں، اور جو بے مقصد جیتے ہیں۔ وہ جیتے نہیں ہیں۔

☆☆☆

وہ شخص مر گیا جو کسی کے دل میں نہ رہا۔آدمی کب مرتا ہے۔جب دل سے اترتا ہے ۔زندہ کب ہوتا ہے جب دل میں اترتا ہے۔

ایسا کوئی نہیں ملے گا۔جو اسلام کی ایسی تعریف پیش کرے۔جس سے سارے پاکستانی مسلمان ثابت ہو جائیں۔ناممکن ہے آدھے لوگ تو ضرور کافر ثابت ہوتے ہیں۔

مسلمان وہ ہے جو ہندو کی نگاہ میں مسلمان ہو۔

☆☆☆

ادب ہی قرآن کا حافظ ہوتا ہے۔جس نے قرآن کا ادب کیا۔وہی اس کا حافظ ہے۔اگر ادب نہ ہو تو قرآن سینے سے صاف ہو جائے گا۔

☆☆☆

پسندیدہ چیز سے جدائی موت ہے۔جن کی پسندیدہ چیزیں موت سے پرے ہیں۔ان کو مرنا آسان ہے۔جن کی پسندیدہ چیزیں یہاں رہ جائیں گی۔ان کے لئے موت مشکل ہے۔

غصہ ایسا شیر ہے جو تمہارے مستقبل کو بکرا بنا کر کھا جاتا ہے۔

☆☆☆

جس سے طاقت ملتی ہے اس سے کمزوری ملتی ہے۔جس کو سیاست میں عزت ملے گی۔اس کو سیاست میں ذلت ملے گی۔جس کو دوست کی طرف سے عزت ملے گی۔اس کو دوست ہی کی طرف سے ذلت ملے گی۔اور جس کو اللہ کی طرف سے عزت ملے گی۔اس کو عزت ہی ملے گی۔اور اگر ذلت ہے تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔اور جسے چاہتا ہے اسے ذلت دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا تقرب جنت ہے۔اور اللہ تعالیٰ سے دوری دوزخ ہے،عشق نبی ﷺ جنت ہے۔اور عشق نبی ﷺ سے دوری دوزخ ہے۔

جب موت سے پہلے موت کا مقام سمجھ آجائے تو موت کے بعد ملنے والے انعام موت سے پہلے ملنا شروع ہو جاتے ہیں۔

☆☆☆

اگر تیری نسبت باقی کے ساتھ ہو گئی تو ،تو باقی ہو جائے گا۔اب تیری نسبت فانی کے ساتھ ہے ۔اس لئے تو فانی ہے ۔فنا سے نسبت اٹھا کے بقا میں لگا دے ۔تو سب آسان ہو جائے گا۔

اگر تذبذب کو تسلیم میں داخل کر دو تو موت سے پہلے مرنے کی بات سمجھ آ جائے گی۔

تصور شیخ کا مطلب یہ ہے کہ آپ جو بھی کام کر رہے ہیں، اگر شیخ موجود ہوتا تو وہ اس کام کو کیسا ہونا پسند کرتا۔یعنی یہ ایسی کیفیت ہے کہ آپ جو بھی کام کر رہے ہیں، شیخ کی عدم موجودگی میں بھی اس کی مرضی کے مطابق ہو۔

چور ضرورت کا نام ہے، بندہ اندر سے برا نہیں ہوتا۔ضرورت ہی برا کرتی ہے۔اور ضرورت ہی نیک کرتی ہے۔ضرورت نکال دو بندہ ٹھیک۔

ہمارے ہاں دقت یہ ہے کہ جو علماء صاحبان ہیں، وقت کے تقاضوں سے بے خبر ہیں۔اور جو لوگ عظیم ہیں۔وہ احکام شریعت سے غافل نظر آتے ہیں۔

دنیا دار کے لئے جہاں صبر کا حکم ہے، وہاں اللہ کے بندوں کو شکر کرنے کا حکم ہے۔

☆☆☆

جو تمہیں اچھا لگتا ہے، تم بھی اسے ضرور اچھے لگتے ہو۔

کسی پسندیدہ چیز کے چھن جانے یا کسی ناپسندیدہ چیز کے آ جانے کو خوف کہتے ہیں۔

جو شخص ہر وقت ایک ہی خیال میں رہے۔ اسے نہ آنے والے واقعات کا ڈر ہے، اور نہ ماضی میں ہونے والے عمل کا۔

☆☆☆

ماضی اختیار سے باہر ہوتا ہے، مستقبل غیر یقینی ہوتا ہے۔ حال کا لمحہ اتنا اہم ہے کہ اس کے ذریعے ماضی بھی درست ہو سکتا ہے، اور مستقبل بھی۔ گناہ گار ماضی، حال میں توبہ کر کے نیک بن جاتا ہے۔ آنے والے اندیشے توبہ کرنے سے بہتر ہو سکتے ہیں۔

اولاد کو زمانہ جدید کے مطابق تعلیم دو۔ تاکہ رزق کما سکیں۔ اور دین کا علم دو تاکہ وہ برباد نہ ہو جائیں۔

قبر اس وقفے کا نام ہے۔ جو مرنے اور اٹھانے کے درمیان ہے۔ یہ وقفہ ہے مقام نہیں۔

کوئی مسلمان ایسا نہیں۔ جو خوشی کے ساتھ گناہ کرے۔ گناہ بیماری کی طرح اسے کہیں سے لاحق ہو جاتا ہے۔

گناہ ہر وہ عمل ہے۔ جو تمہارے لئے نقصان دہ ہے۔

جب تک یہ پتا نہ ہو کہ آرزو صحیح ہے یا غلط تو اس کا پورا نہ ہونا بری بات نہیں۔ اچھی آرزو انعام ہے چاہے پوری نہ ہو۔

سب سے بھاری دن وہ ہے جب اعمال کے مطابق انصاف مل جائے گا۔اور سب سے آسان دن وہ ہے۔جب تمھیں ایسا انعام ملے۔جو تمہارا حق نہیں تھا۔

جس دن کی رات آ گئی وہ دن اچھا تھا۔اور جس رات پر دن طلوع ہوا۔وہ رات اچھی تھی۔اس دنیا میں کوئی رات ایسی نہیں۔جس پر دن طلوع نہ ہوا ہو۔

وجود گھوڑا ہے۔اور روح اس کی سوار۔گھوڑا لاغر نہیں ہونا چاہیے۔کہ روح بیچاری پریشان ہو جائے۔اور گھوڑا خودسر نہ ہو کہ روح کو گرا کر چلا جائے۔

تنکے کو بھی حقیر نہ سمجھو ورنہ وہ تمہاری آنکھ میں پڑ جائے گا۔

سکون آپ کے علاوہ جگہ کا نام نہیں ہے، اسی جگہ کے اندر خوش ہونے کا نام ہے۔

☆☆☆

وہ شخص جو اپنے آپ کو ماحول سے بلند سمجھتا ہے۔ سکون نہیں پائے گا۔ اور وہ شخص بھی جو اپنے آپ کو اپنے ماحول سے نیچا سمجھتا ہے۔ وہ بھی سکون نہیں پائے گا۔

☆☆☆

ایسا رزق جس میں زیادہ محنت بھی نہ کرنا پڑے اور جو حرام بھی نہ ہو رزق کریم کہلاتا ہے
۔

☆☆☆

جب تک انسان کا میلان یا رویہ درست نہ ہو۔اس کی محنتیں درست نہیں ہوتیں۔

☆☆☆

اگر تیرے باپ کی شادی ہوگئی ہے تو تیری بھی ہو جائے گی۔اور تیرے بچوں کی بھی ہوجائے گی۔شادی پیسوں سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے ہوتی ہے۔

☆☆☆

اگر تمہیں پتا چل جائے کہ تمہارا رزق اللہ کے پاس ہے۔ تو پھر رزق کی تلاش نہ کرو۔ بلکہ اللہ کی تلاش کرو۔ جس کے پاس تمہارا رزق ہے۔

☆☆☆

مذہب ماضی کی آسانی کی طرف لے جاتا ہے۔ اور سائنس مستقبل کی پیچیدگیوں کی طرف۔ اس کا حل یہ ہے کہ آپ سائنس سے آسانی حاصل کرتے جاؤ۔ اور مذہب سے رجوع کرتے جاؤ

☆☆☆

جہاں دو راستے ہوتے ہیں۔ وہاں سوچ آتی ہے۔ جس آدمی کے پاس راستہ ہی ایک ہو، اسے سوچنے کی ضرورت ہی کوئی نہیں۔

☆☆☆

جب آپ کی زندگی سکون بخش ہو جائے گی ۔ تو آپکو خود بخود سکون ملنا شروع ہو جائے گا۔

☆☆☆

بے سکونی تمنا کا نام ہے، جب تمنا تابع فرمان الٰہی ہو جائے ۔ تو سکون شروع ہو جاتا ہے۔

کسی تنگ دل کا مال نہ کھاؤ۔ اس کے ہاں کھانا بھی نہ کھاؤ۔ تنگ دل انسان سے بچ کے رہو۔ تو سکون مل جائے گا۔ سخی دل انسان سے ملا کرو۔ سخی دل انسان سے اگر تم کچھ لے بھی لو گے تو بھی وہ تمہارے لئے دعا کرے گا۔

مرنے کے دو ہی طریقے ہیں، غم مل جائے یا خوشیاں چلی جائیں۔

دشمن گھر میں آ جائے یا دوست گھر سے چلا جائے، دونوں حالتوں میں مصیبت ہے۔

مغربی تہذیب اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئی ہے۔ان کی کوئی لذت ایسی نہیں رہ گئی جو گناہ نہ ہو۔

☆☆☆

جہاں آپ اللہ کے سامنے جوابدہ ہیں۔وہاں آزاد نہ ہونا۔اور جہاں آزاد ہیں۔وہاں پر پابند نہ ہونا۔

☆☆☆

مغرب کے ساتھ اس وقت مقابلہ کرو جب آپ مشرق بن جاؤ۔

اگر آپ یوسفؑ ہیں۔تو آپ کے گیارہ بھائی بھی موجود ہیں۔جو بھائی کے ساتھ ظلم کرنے والے ہیں۔اور بھائی کے مرتبے کے ساتھ ظلم کرنے والے ہیں۔سارا قرآن اس بات سے بھرا پڑا ہے کہ جب اپنوں نے اپنوں کو دھوکا دیا وہاں کوئی علاج نہیں ہو سکا۔

☆☆☆

جب تک آپ کو اپنی تمنا کے منظور ہونے کی وجہ سے حاصل ہونے والی چیز کی ماہیت کا پتا نہ ہو، اس وقت تک دعا نہ کرو۔

بزرگوں نے اللہ کے فضل و کرم کو مانگنے کا طریقہ یہ بتایا ہے۔ کہ اللہ سے فضل و کرم نہ مانگو، جو کر رہا ہے وہ فضل و کرم ہے۔

آج کل مفاد پرست کے پاس اپنے مفاد کا تحفظ سیاست کے علاوہ اور کوئی نہیں۔

اپنی ہستی سے زیادہ کام کرنا ہلاکت ہے، اور اپنی ہستی سے کم کام کرنا بددیانتی ہے۔

کبھی بادشاہ بننے کی دعا نہ کرو، ورنہ دعا کے ذریعے حاصل ہو جانے والی بادشاہی کے اندر اگر کوئی ظلم اور تلخی ہوئی تو اس کے ذمہ دار تم ہو گے۔

ہر دن کی قیامت ہر روز شام کو ہو جاتی ہے۔

زندہ رہنا چاہو تو موت قیامت ہے۔اور مرنا چاہو تو زندگی قیامت ہے۔

ایک آدمی دلیری سے سچ بات کرنے لگ جائے تو باقیوں کا چھپا ہوا سچ ظاہر ہو جائے گا۔

☆☆☆

دین سے اس طرح محبت کرو۔جس طرح دنیا دار،دنیا سے محبت کرتا ہے۔

☆☆☆

اگر زندگی کا کیا ہوا حاصل، آخرت میں کام نہیں آتا تو اس حاصل کو محرومی کہو۔

☆☆☆

ہر آدمی اپنے سے زیادہ دانا کے سامنے بے وقوف ہے، اور آپ کو آپ سے بڑا دانا ہمیشہ ملے گا۔

بہت سارے سوالات سے نکل کر انسان جب ایک سوال میں داخل ہو جاتا ہے تو اس کا سفر واضح ہو جاتا ہے۔

دانائی دانا کی تابعداری ہے۔

جب تک اپنے آپ کو اللہ کے آگے پوری طرح جوابدہ نہ پاؤ۔ کسی انسان کو اپنے سامنے جوابدہ نہ کرنا۔

جو اقتدار میں ہیں وہ جاننے والے نہیں ہیں۔ اور جو جاننے والے ہیں وہ اقتدار سے باہر ہیں۔

جب تک کوئی آپ سے نہ پوچھے مبلغ نہ بنو۔

☆☆☆

ہم ہر دن کا ماتم کرتے ہیں۔ اور ہر صبح کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

☆☆☆

جن لوگوں نے اللہ کو یاد رکھا، لوگوں نے ان کی زندگی کے بعد بھی ان کو یاد رکھا

خودی کسی شے کا وہ جوہر خاص ہے جس کے نہ ہونے سے وہ شے نہیں ہوتی۔

☆☆☆

قائم ذات سے محبت کرو گے تو تم بھی قائم ہو جاؤ گے۔

☆☆☆

غرور اس صفت کو کہتے ہیں۔ جو مٹ جائے یا مٹ سکے۔

اللہ کا جلوہ اگر طور کے درخت سے بول سکتا ہے۔ تو کیسے ممکن ہے کہ انسان سے نہ بول سکے۔

☆☆☆

جو شخص کہتا ہے۔ میں کل خوش ہو جاؤں گا وہ کبھی خوش نہیں ہو گا۔

☆☆☆

سخی تب سخاوت کر سکے گا جب سائل بھی موجود ہو۔

جب مذکور تک پہنچ جاؤ تو پھر ذکر نہ کرنا

اگر صاحب مرتبہ شخص لوگوں کی خدمت میں مصروف ہو تو سمجھو کہ اس کا یہ مرتبہ انعام ہے۔

☆☆☆

گداگر وہ ہوتا ہے، جو ہر روز ایک مقام پر ایک جیسی صدا لگاتا ہے۔

جانوروں اور انسانوں میں ایک نمایاں فرق یہ بھی ہے کہ جانوروں کو نہ ماضی کی یاد رہتی ہے نہ مستقبل کا خیال۔

☆☆☆

سورج کو نمایاں ہونے کے لئے تاریکی درکار ہے۔

☆☆☆

جتنے عظیم لوگ تھے وہ غیر عظیم زمانوں میں آئے۔

جس کو آپ یاد کر رہے ہیں ۔وہ بھی کسی نہ کسی صورت آپ کو یاد کر رہا ہے ۔

☆☆☆

جھوٹا آدمی اگر سچ بھی بولے تو وہ سچ بے اثر ہو جائے گا۔

☆☆☆

علم اور عمل کے درمیان فاصلہ کم کرنا شریعت بھی ہے اور ولایت بھی ۔

اگر مرتبہ مل جائے اور استعداد نہ ہو تو اس سے بڑی آزمائش کوئی نہیں۔

خوراک تھوڑی کھائیں تو طاقت ملے گی، وہی خوراک اگر زیادہ کھائیں تو طاقت چھن جائے گی۔

اگر علم عمل کا شاہد نہ ہو تو علم حجاب اکبر ہے۔

اللہ کا بڑا کرم ہے کہ اس نے ہمیں بھولنے کی صفت دی۔ ورنہ ایک غم ہمیشہ کے لئے غم بن جاتا۔

نااہل کو اہلیت کا مقام مل جائے تو اس کی جان بھی خطرے میں ہو گی۔ اور ایمان بھی۔

☆☆☆

مفید چیز مقدار میں بڑھ جائے تو غیر مفید ہو جاتی ہے۔

گناہ گار کا گناہ عاجزی پیدا کر رہا ہو تو وہ بچ سکتا ہے۔

چھوٹی نیکی کو کبھی چھوٹی نیکی نہ سمجھنا اور چھوٹے گناہ کو کبھی چھوٹا گناہ نہ سمجھنا۔

☆☆☆

اگر یہ پتا ہو کہ تھوڑی دیر بعد سب بکرے ذبح ہو جائیں گے تو اب کیا لڑنا۔

آج اتنا مشکل دور ہے کہ اس میں نیکی نہیں ہو سکتی، پھر بھی مساجد بھری پڑی ہیں۔

بدی کا موقع ہو اور بدی نہ کرو تو یہ بہت بڑی نیکی ہے۔

اللہ کے خوف سے اپنی زندگی سے وہ کام نکال دو، جو اللہ کے خوف کا باعث ہو سکتا ہے

۔

اگر ایک ہاتھ اللہ کے لئے رکھ دو تو سارا وجود ہی اللہ کا ہو جائے گا۔

دو راستوں میں سے ایک چننا پڑتا ہے۔ دعا کرو کہ ایک ہی راستے کا سفر ملے۔

پیسہ آتا ہے غرور دینے کے لئے، اور جاتا ہے مسکینی دے کر۔

آپ کی قیامت اس دن آ جائے گی، جس دن آپ نہیں ہونگے۔

دعا کرو تم اس عبادت سے بچ جاؤ۔ جس میں اللہ کا قرب نہ ملے۔

☆☆☆

شیطان اس لئے شیطان بنا، کہ اس نے عبادت کو تو مانا، لیکن معبود کو نہیں مانا۔

اگر اللہ معاف کر دے تو گناہ کیا ہے، اگر اللہ نا منظور کر دے تو نیکی کیا ہے۔

☆☆☆

اگر آپ نے کسی کو قبول نہیں کیا تو یہ سمجھ لیں، کہ کسی نے آپ کو قبول نہیں کیا

☆☆☆

اپنے آپ کو بدنصیب کہنے کے گناہ سے بچتے رہو۔

ہم خیال لوگ ہم سفر ہو جائیں تو منزل آسان ہو جاتی ہے۔

عبادت سے مکمل تزکیہ نفس نہیں ہوتا، بلکہ عبادت سے خطرہ نفس ٹل جاتا ہے۔

☆☆☆

لوگوں سے الگ رہ کے سوچو گے تو لوگوں سے الگ سوچ مل جائے گی۔

عبادت نجات تک پہنچاتی ہے۔ عشق محبوب ﷺ تک پہنچاتا ہے۔

بیٹا میرے بعد گھر میں ایسے رہنا، جس طرح میری موجودگی میں رہتے ہو

انسان کے پاس جتنے امکانات ہیں۔ وہ سب کے سب اس لئے بھی پورے نہیں ہو سکتے، کہ زندگی کے اپنے ٹھہرنے کے امکانات کم ہیں۔

دو منصوبوں پر کام یکسوئی سے محروم کر دیتا ہے۔اور یکسوئی کے بغیر عروج حاصل نہیں ہوتا۔

ہمارا ہونا کس کام کا، اگر ہمارے نہ ہونے کا کسی کو کچھ فرق نہ پڑے۔

☆☆☆

بولنے والی زبان، سننے والے کان کی محتاج ہے۔

جو شخص دعا کا طالب ہے، وہ خدا کا طالب ہے۔

الفاظ ہی کے دم سے انسان کو جانوروں سے زیادہ ممتاز بنایا گیا ہے۔

☆☆☆

ہر آغاز کا ایک انجام ہوگا۔ اور ہر انجام کسی آغاز پر منتج ہوگا۔

☆☆☆

انسان کو انسان پر رعب جمانے اور انہیں جھڑکی دینے کا کوئی حق نہیں، یہ نقلی استحقاق صرف غرورِ نفس کا دھوکا ہے۔اور غرور کسی انسان میں اس وقت نہیں آ سکتا۔جب تک وہ بدقسمت نہ ہو۔

☆☆☆

ضمیر کی آواز نہ تو ظاہری زبان سے دی جاتی ہے۔اور نہ ہی ان کانوں سے سنائی دے سکتی ہے۔

دس کروڑ غلام مسلمان آزاد مملکت حاصل کر گئے۔اور آج دس کروڑ مسلمان اس مملکت اور اس کی حفاظت کرنے کا حق ادا نہیں کر رہے۔

☆☆☆

جب تک ہم والدین کے گھر میں رہتے ہیں۔ہم خوش رہتے ہیں۔اور جب شومئی قسمت اسی مکان میں ماں باپ ہمارے گھر میں رہنے لگیں تو ہم اچھا محسوس نہیں کرتے۔

ہر انسان کو ہر جلوہ نظر نہیں آتا اور جنہیں کچھ نظر آتا ہے انہیں بھی بس ایک حد تک آشنائی ہوتی ہے۔

عجائبات دہر میں سب سے بڑا اعجوبہ آنکھ ہے۔

☆☆☆

کہانی سنانے والا کوئی نہ ہو تو بھی کہانی خود کہانی سناتی رہتی ہے۔

☆☆☆

تذبذب اس مقام کو کہتے ہیں۔ جہاں آگے جانے کی ہمت نہ ہو۔ اور واپس جانا ممکن نہ ہو۔

انسان اپنا بہت کچھ بدل سکتا ہے۔ حتیٰ کہ شکل بھی تبدیل کر سکتا ہے۔ لیکن وہ فطرت نہیں بدل سکتا۔

اگر ایک آدمی آپ کے پاس سے گزرا، اس نے آپ کو دیکھا اور خاموشی سے آپ کی زندگی اور آپ کی حفاظت کے بارے میں دعا کردی تو اس سے دل کا رابطہ قائم ہوگیا۔

حق والے کو اس کا صحیح حق مل جانا ہی عدل ہے۔

دنیا میں سب سے آسان کام نصیحت کرنا ہے اور سب سے مشکل کام نصیحت پر عمل کرنا ہے۔

زبان اور کان کے استعمال سے پہلے آنکھوں کا استعمال کرنا چاہیے۔

ہم ایک محدود رسائی کی آنکھ سے لامحدود منظر کو دیکھتے ہیں اور پھر فوراً فیصلہ کر دیتے ہیں، کہ ہم زمین کی وسعتوں میں پھرے، سمندروں کی تہہ تک پہنچے، خلاؤں کا چپہ، چپہ چھان مارا۔ ہمیں کوئی خدا نہیں ملا۔

اگر انسان کے اعمال اپنے منطقی نتائج پر منتج ہوں، تو رحمت کا لفظ کوئی معنی نہیں رکھتا۔

☆☆☆

جن لوگوں کو اللہ کی معرفت ہوئی، انہوں نے یہ ہی اعلان فرمایا کہ حق معرفت ادا کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

☆☆☆

آپ ﷺ کی ذات گرامی اتنی مکمل ہے کہ آپ ﷺ کے دم سے ہی صفات کی تکمیل ہوگی۔

خواب نہ چھوڑے جاسکتے ہیں۔ نہ پورے کیے جاسکتے ہیں۔۔بس دیکھے جاسکتے ہیں۔

☆☆☆

جس کا آغاز نہیں، اس کا انجام نہیں ہو سکتا، اللہ ہر آغاز سے پہلے اور ہر انجام کے بعد ہے۔

☆☆☆

دراصل خود پسندی اور خود پرستی کا منطقی نتیجہ اپنے آپ سے اور دوسروں سے بیزاری ہے

مقصد سے حاصل تک سارا سفر تمام کیفیات، تمام آسائشوں اور تکلیفوں سمیت منزل ہی کہلاتا ہے۔

جب انسان کے دوست اور اس کے دشمنوں میں فرق باقی نہ رہے تو اسے جینے اور مرنے کے درمیان کیا فرق معلوم ہوگا۔

☆☆☆

آدمی مر جاتا ہے، اور زندگی پھر بھی زندہ رہتی ہے۔

ہم وقت سے پیچھے رہ جاتے ہیں، یا خوابوں میں وقت سے آگے نکل جاتے ہیں۔ لیکن وقت کے ساتھ، ساتھ کیوں نہیں چلتے۔

☆☆☆

وہ لوگ جو انسان کو چھوڑ کر یا اس سے منہ موڑ کر خدا کی تلاش کرتے ہیں۔ کامیاب نہیں ہو سکتے۔

اگر انسان صرف اپنے ماں باپ کے عمل سے پیدا ہوتا تو ماں باپ کو یہ حق ہونا چاہیے کہ وہ چاہیں تو بیٹے پیدا ہوں۔ اور چاہیں تو بیٹیاں پیدا ہوں، لیکن ایسا نہیں ہے۔

انسان ہمیشہ مسافر خانوں میں آباد رہنا چاہتا ہے۔ قبرستان میں کھڑے ہو کر اپنے ہمیشہ رہنے کا بے بنیاد دعوٰی کرتا ہے۔

☆☆☆

انسان کی سوچ کتنی لامحدود ہے، کہ وہ ہر چیز کے بارے میں سوچ سکتا ہے، لیکن یہ سوچ کر شرمندہ ہو جاتا ہے کہ انسان خود ہی محدود ہے۔

☆☆☆

جس آدمی نے حصول زر کو مقصد حیات بنایا، اس کے لئے کسی اور قسم کی بندش اور پابندی بے معنی ہو جاتی ہے

☆☆☆

میں مزارات کے بارے میں سوچتا ہو، خانقاہوں کے بارے میں سوچتا ہوں۔ یا اللہ یہ کون لوگ تھے۔ کہ جن کے ہاں مرجانے کے بعد بھی میلہ لگا رہتا ہے۔

الفاظ سے مضمون اور مضامین سے الفاظ کے رشتوں کا علم ہی انسان کو مصنف بناتا ہے۔

قانون تو یہ ہے کہ محنت کرنے سے رزق ملے گا۔لیکن جب دینے والا چاہے تو بے حساب دے دیتا ہے۔

ہم لوگ اسی سائل کو جھڑکی دیتے ہیں، جسے ہم کچھ نہیں دیتے۔ایک تو اس کی مدد نہیں کرتے ،دوسرے اس کی تذلیل کرتے ہیں،اور تیسرے اس غرور کا اظہار کرتے ہیں، جو ہمیں اپنے مرتبے پر ہے۔

☆☆☆

ہم خوش فہمیوں اور خوش گپیوں میں اتنے مصروف ہو جاتے ہیں۔ کہ انجام نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ ضمیر کی آواز اس خواب گراں سے بیدار کرتی ہے۔

جب محروم اور غریب اس مقام پر پہنچا دیا جائے، کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے لگے۔ تو وہ وقت امراء کے لئے آغاز عبرت کا وقت ہوتا ہے۔

☆☆☆

جیسا کہ نظر آنے والے ستارے، یوں محسوس ہوتے ہیں، کہ ننھے ،ٹمٹماتے دیے ہیں۔

آنکھیں اس کائنات کے ساتھ ہمارے رابطے کا ذریعہ ہیں۔

چھن جانے کے بعد جس مقام کی دوبارہ تلاش شروع ہو جائے وہی مقام انسان کا بہشت ہے۔

☆☆☆

کل کی سوچ کو غلط سمجھ کر انسان آج کی سوچ پر ناز کرتا ہے۔آنے والے کل میں یہ سوچ بھی غلط ہو سکتی ہے۔

اگر ہزاروں من چینی بھی ڈال دی جائے تو کڑوا کنواں میٹھا نہیں ہو سکتا۔پانی کا اصل ذائقہ اس کی فطرت ہے۔

جس دور میں انسان کو حقوق کے حصول کے لئے جہاد کرنا پڑے اسے جبر کا دور کہتے ہیں۔اور اگر حقوق کے لئے صرف دعا کا سہارا ہی باقی رہ جائے تو اسے ظلم کا زمانہ کہتے ہیں۔

کوئی بھی عظیم انسان اگرچہ عام انسانوں کی طرح پیدا کیا گیا ہے۔لیکن اس میں کوئی ایک صلاحیت ایسی رکھ دی گئی ہے جس نے ہر صورت کچھ نہ کچھ کرنا ہوتا ہے۔

☆☆☆

☆☆☆

آج کے انسان کے پاس اپنے لئے بھی وقت نہیں ہے۔

اللہ ہر آخر کا اوّل اور ہر اوّل کا آخر ہے۔

حال کی غلطی جو مستقبل میں اپنے لئے سزا مرتب کر چکی ہے، اس سے بچانے والی شے رحمت کہلائے گی۔

☆☆☆

جس آدمی کو قلم کی طاقت عطا کی گئی، اس سے یہ پوچھا جائے گا، کہ اس نے اپنی تحریر کس سمت میں استعمال کی۔

☆☆☆

آپ ﷺ نے اللہ کریم کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا، وہ ہماری تحقیق میں نہ آسکنے کے باوجود صداقت ہے، بلکہ صداقت مطلق ہے۔

یہ خوشی کی بات نہیں کہ سب ختم ہو جائیں؛ اور میں ہی زندہ رہوں... یہ اپنی موت کی ایک شکل ہے۔

رات سورج ہی کے ایک انداز کا نام ہے۔

اللہ انسان پیدا کرتا ہے، انسانوں سے پیار کرتا ہے اور لوگ عبادت کے بہانے انسانوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

مشرق سے پرے بھی مشرق ہے مغرب کے پار بھی مغرب ہی ہے۔

وقت کٹ جائے اور فاصلہ نہ کٹے تو زندہ رہنے کا کیا جواز ہو سکتا ہے؟

☆☆☆

یہ کیا راز ہے کہ آباد، مہذب اور متمول شہروں کے اندر خانہ بدوشوں کے چھپے ہوئے خیمے موجود ہوتے ہیں؟

☆☆☆

ہم عجیب لوگ ہیں ہمواقع ضائع کر دیتے ہیں اور پھر ان کی تلاش شروع کر دیتے ہیں۔

انسان نے جس مقام پر انسانوں کو چھوڑ کر خدا سے محبت کا دعویٰ کیا وہ اکثر غلط نکلا۔

اس زندگی کو ضابطہ اخلاق دینا انسان کے بس میں نہیں کیونکہ انسان ایک محدود سوچ رکھتا ہے۔

اگر ظاہری مرتبے قائم بھی رہ جائیں تو انسان اندر سے قائم نہیں رہتا ۔

مغرب کے پاس پیسہ ہے اور دین نہیں، ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔

ایک بے قرار دل اگر غزل کہہ دے تو ہزاروں بے قرار دلوں کو قرار آ جاتا ہے۔

الفاظ کے بغیر حسن خیال بس جلوہ ہے، صرف جلوہ، ایک گونگے کے خوبصورت خواب کی طرح۔

☆☆☆

کائنات کا کوئی اصول ایسا نہیں، جس میں استثنا نہ ہو۔

جہاں ایک دور ختم ہوتا ہے، وہیں سے دوسرے دور کا آغاز ہوتا ہے۔

ضمیر کی آواز پر کان نہ دھرنے والے بڑے بڑے محلات میں رہنے کے باوجود اپنے پیچھے ویرانیاں چھوڑ گئے۔

دشمن کبھی طاقتور نہیں ہوتا، بس دوست ہی چھوڑ جاتے ہیں۔

☆☆☆

شادی کا رشتہ ایسا ہوتا ہے جو ملہار میں شروع ہوتا ہے۔اور دیپک راگ میں ختم ہو جاتا ہے اور پھر سکون بخش رشتے کے اذیت ناک پہلو نمایاں ہونے لگتے ہیں۔

جتنے ستارے ہیں اگر اتنی زمینیں اکٹھی کر دی جائیں تو شاید ایک ستارے کے اصل وجود کے برابر ہو

آنکھ سب کچھ دیکھ سکتی ہے، لیکن یہ صرف اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتی۔خود بینی کے لئے اسے کسی آئینے کی ضرورت ہے۔کسی اور کی ضرورت ہے۔

جب ذہن پختہ ہو جائے تو اصلاح کا امکان کم ہو جاتا ہے۔

بدنصیب ہیں وہ مسافر جو آدھے سفر کے بعد ذوق سفر سے محروم ہو جاتے ہیں۔

☆☆☆

ہم سفر آدمی اگر ہم فطرت نہ ہو تو ساتھ کبھی منزل تک نہیں پہنچتا۔

☆☆☆

وہ زمانہ جس میں کچھ لوگ حق سے محروم ہوں۔اور کچھ لوگ حق سے زیادہ حاصل کریں ،افرتفری کا زمانہ کہلاتا ہے۔جہاں ہر شے ہر جنس ،ایک ہی دام فروخت ہونے لگے ،اسے اندھیر نگری کہتے ہیں۔

ہزار محنت کی جائے ہزار استاد ،رکھے جائیں شعر اس وقت تک موزوں نہیں ہوگا،جب تک انسان کے باطن میں شعریت اور نغمگی نہ ہو۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں کسی مصنف کو نہیں مانتا،کسی کیمیائے سعادت کو نہیں مانتا،یا کسی نہج البلاغت کو نہیں مانتا،یا کسی کشف المحجوب کو نہیں مانتا کہ ان کے مصنف مر گئے یا ختم ہو گئے تو ادب سے یہ سوال پوچھا جا سکتا ہے کہ قرآن کو کیسے زندہ کلام مانتے ہو،اور حدیث کو کیسے زندہ کلام مانتے ہو۔

☆☆☆

عدل کرنا صرف خوف خدا اور فضل خدا سے ممکن ہے۔

عقل کے اندھے سنی ان سنی کر کے دھڑام سے نیچے گرتے رہتے ہیں۔ اور پھر یہ گلہ ہوتا ہے، کہ کاش مجھے کوئی لاٹھی مار کے سمجھاتا، کہ واقعی آگے اندھا کنواں ہے۔

تم کیسے نظر آؤ گے اس دن جب عمل تبدیل کرنے کا موقع نہ دیا جائے گا۔ جب توبہ کا لفظ تو ہو گا۔ لیکن اس کے معنی نہ ہوں گے۔

ہم تو یہ بھی نہیں بتا سکتے، کہ آنکھ میں بینائی کہاں رہتی ہے۔

رات کو سونے کے بعد صبح کی بیداری اللہ کی رحمت کے سہارے ہوتی ہے۔

وہ لوگ جو لذت خطابت میں آ کر لوگوں کو غلط راہ پر ڈال دیتے ہیں۔اپنے لئے مصیبت مرتب کر رہے ہیں۔

آپ ﷺ کا کردار، کردار کی انتہا ہے۔

☆☆☆

یہ ہی تو اپنے نہ ہونے کا اصل جواز ہے کہ کوئی نہ ہو۔

☆☆☆

اگر چیزوں کو ان کے اصل کے حوالے سے پہچانا جائے تو ہر شے ایک ہی شے ہے۔

☆☆☆

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اسے مصور سے پیار ہے۔لیکن اس کی بنائی ہوئی تصویروں سے پیار نہیں تو اس شخص کو کیا کہا جائے گا۔

☆☆☆

قربانی اور خودکشی میں بڑا فرق ہوتا ہے،خودکشی کرنے والے برباد ہو جاتے ہیں۔اور قربانی دینے والے شادابی کی منزل میں پہنچا دیے جاتے ہیں۔

خطرہ اندر ہو تو باہر دوڑنا کس کام کا؟ اپنے اندر کے خطرے سے اندر کی دوڑ بچا سکتی ہے۔

ایک گھر میں پلنے والے جڑواں بھائی بھی ایک جیسے نہیں ہوتے۔

دھاگا ٹوٹ جائے تو اسے جوڑا جاسکتا ہے۔لیکن گرہ ضرور لگ جاتی ہے۔

☆☆☆

جو شخص اللہ کے ہاں جتنا محبوب ہوگا۔اس کے لئے انسانوں کی دنیا اتنی ہی محبوب ہو گی۔اس لئے جو انسان محبوب رب العالمین ﷺ ہے وہ ہی انسان رحمت اللعالمین ﷺ ہے۔

☆☆☆

اخلاقیات کا مذہب مذہب ہی نہیں، یہ ہر آدمی اور ہر انسان کا اپنا مذہب ہو جاتا ہے۔ مذہب کی اخلاقیات ہر دور کے لئے، ہر زمانے کے لئے ایک خوبصورت نتیجہ حاصل کرتی ہے۔

انسان اپنے آپ کو خواہشات کے پتھر میں چنواتا رہتا ہے۔ اور جب آخری پتھر اس کی سانس روکنے لگتا ہے تو پھر وہ شور مچاتا ہے۔

کیا ایسا ممکن نہیں کہ شاہی مسجد کا امام گورنر ہو یا گورنر شاہی مسجد کی امامت کے فرائض ادا کرے۔

تیری آنکھ نظاروں کا ایک حصہ ہے۔ یہ نہ ہو تو نظاروں کا حسن ختم ہو جاتا ہے۔

کسی معاشرے میں استعمال ہونے والے الفاظ کا بغور مطالعہ کرنے سے اس معاشرے کا اخلاقی معیار واضح ہو جاتا ہے۔

کلمہ پڑھنے سے مسلمان ہونے والا زندگی بھر مسلمان رہتا ہے، اگر اسلام سمجھ میں نہ بھی آئے تو بھی مسلمان ہی رہتا ہے۔

محبت خاموش بھی ہوسکتی ہے۔لیکن الفاظ محبت کو کچھ اور چاشنی اور رنگ عطا کر دیتے ہیں۔

یونیورسٹی شکسپیر کو علم تو دے سکتی ہے، لیکن شکسپیر بننے کا علم نہیں دے سکتی۔

☆☆☆

پیغمبر کے بعد سب سے بڑا مرتبہ ماں باپ اور اساتذہ کا ہے۔

کامیاب ریاست تو وہی ہے کہ ایک خوبصورت عورت، زیورات سے لدی ہوئی تن تنہا ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک سفر کر جائے اور اسے کوئی خطرہ نہ ہو۔

آج جگہ، جگہ کلینک کھل چکے ہیں۔ یہ اس بات کا دلیل ہے کہ انسان کا باطن مریض ہو چکا ہے۔

محبت دل کی صحت ہے اور بے مروتی بیماری ہے

عبادت نفس کے شر سے بچاتی ہے۔تزکیہ نہیں کرتی۔تزکیہ صرف عشق کرتا ہے۔

لائبریریاں علم سے محبت کے بجائے علم کی ہیبت طاری کر رہی ہیں۔

☆☆☆

رونے والی آنکھ قربِ حق کے ذرائع میں سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

کلائمکس یا نقطۂ عروج اس مقام کو کہتے ہیں۔ جس کے بعد یہ مقام نہیں رہتا۔

حضور ﷺ اکثر دعا فرمایا کرتے تھے۔ کہ اے اللہ مجھے چیزوں کو ان کی اصلی فطرت میں دیکھنے کا شعور عطا فرما۔

☆ ☆ ☆

ایک دوسرے کے حقوق کے احترام سے ہی سماج میں قیام پیدا ہوتا ہے۔

☆☆☆

ایک مسجد میں مل کر باجماعت نمازیں ادا کرنے والے کئی سالوں کی رفاقت کے بعد بھی مختلف المزاج نظر آتے ہیں۔

☆☆☆

اگر قبر صاحب مزار کے نام سے موسوم ہے تو ہر مزار اپنے صاحب مزار کے رابطے کا ذریعہ بنتا ہے۔

کچھ لوگوں کو دعویٰ ہوسکتا ہے کہ وہ عمل سے نیت کو پہچان سکتے ہیں۔ اسی بے بنیاد دعویٰ کی قطعی نفی کے لئے ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ اعمال نیت سے ہیں۔

مخلص کی تعریف ہی یہ ہے کہ آپ کے ساتھ آپ سے زیادہ مہربان ہو۔

خدا سے آشنائی ممکن ہی نہیں جب تک وہ خود آشنائے راز نہ کر دے۔

ایسی آرزو جس کے حاصل کرنے کی خواہش ہو اور اس کا استحقاق نہ ہو رحمت کے انتظار میں پل جاتی ہے۔

☆☆☆

حاکم امین ہوتا ہے، اور محکوم اطاعت شعار، دونوں خدا کے قریب ہیں۔ بشرطیکہ دونوں خدا کے قریب ہوں۔

اگر غریبی سکون میں نہیں، اور غریبی کے باوجود غریب پر یقین کی دولت نازل نہیں ہوتی تو وہ غریبی عذاب ہے۔

نبوت اخلاق کا نتیجہ نہیں، اخلاق نبوت کی عطا ہے۔

وہ جنت جس میں اپنے علاوہ کوئی نہ ہو، دوزخ سے بدتر ہے۔

☆☆☆

طاقتور انسان کمزور انسانوں کی عنایت کا نام ہے۔

☆☆☆

خالق کا ہر عمل خالق کی طرح محترم اور معزز ہے۔

یقین کے ساتھ اٹھایا ہوا پہلا قدم جو جانب منزل ہو، وہ ہی منزل ہے۔

☆☆☆

بے بس انسان کا سجدہ ہی بے بسی کا علاج ہے۔

بے رنگ زمین میں ہم بے رنگ بیج بوتے ہیں۔ اسے بے رنگ پانی دیتے ہیں، اور پھر کچھ ہی عرصہ بعد اس سے رنگ، رنگ کے پھول کھلتے ہیں۔

☆☆☆

جو ڈر رہا ہوتا ہے، درحقیقت وہ ڈر رہا ہوتا ہے۔

رشوت کی دولت سے اگر حج کیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی ہی نہیں، اس کے نظام کے خلاف بغاوت ہے۔

اگر الٰہیات کو اخلاقیات سے نکال دیا جائے تو تنہائی کے جرائم، جرائم ہی نہیں رہیں گے۔

☆☆☆

بے شمار لوگ محنت کی چکی میں پیسے جا رہے ہیں اور کوئی چکی ان کے لئے آٹا نہیں پیستی۔

☆☆☆

ذاتی مقصد، ملی مقصد سے متصادم ہو تو بھی بے معنی اور دینی مقصد سے مختلف ہو تو بھی بے مقصد۔

مصنفین اپنی کتابوں کی شکل میں اپنے مرنے کے بعد بھی اپنے چاہنے والوں کی لائبریری میں محفوظ رہتے ہیں۔

قرآن کے الفاظ قرآن کے علاوہ ہوں تو قرآن نہیں ،، الفاظ خدا کے ہوں تو قرآن ہے۔ نبی ﷺ کے الفاظ حدیث ہیں۔

جب تک کوشش کی محرومیاں سمجھ میں نہ آئیں نصیب کو نہیں سمجھا جا سکتا ۔کوشش کامیاب ہو جائے تب بھی بدنصیب انسان ناکام ہو جاتا ہے۔

ماں باپ کے حکم کی اطاعت حضور ﷺ کے فرمان اور اللہ کے فرمان کے عین مطابق ہے۔

اے مالک تو ہمیں وہ زندگی دے کہ ہم بھی خوش رہ سکیں اور تو بھی ہم پر راضی رہے۔

آج کا انسان صرف مکان میں رہتا ہے۔اس کا گھر ختم ہو گیا ہے۔

فرشتوں اور جنوں کے پاس عبادت تو ہے۔لیکن محبت اور عشق کی مستی انسان کا نصیب ہے۔

☆☆☆

خود شناسی نہ ہو تو خدا شناسی کا عمل ممکن ہی نہیں۔

☆☆☆

ہم چارہ سازوں کے چنگل میں ہیں قائدین کے نرغے میں آ گئی ہے قوم۔۔خدا لیڈروں سے بچائے۔خدا لیڈر سے ملائے۔

☆☆☆

جھوٹے لوگ سچ بولیں تو جھوٹ ہے۔وہ کوئی صحیح فیصلہ کریں تو بھی غلط ہے۔وہ کسی صحیح منزل کی نشان دہی کریں۔تو بھی نتیجہ غلط ہوگا۔

☆☆☆

ہمارے پیشے ہمارے مرتبے، ہمارے مال، ہمارے اثاثے، ہماری فطرت نہیں بدل سکتے، کمینہ کمینہ ہی ہوگا۔خواہ وہ کہیں بھی فائز ہو۔سخی سخی ہوگا، خواہ وہ غریب ہو۔

طاقتور آدمی دوسروں کے حقوق ادا کرتا رہے تو طاقتور ہی رہے گا۔حقوق ادا نہ کرنے والا ظالم کہلائے گا۔اور ظالم سے طاقت چھن جائے گی۔یہ قدرت کا اصول ہے۔

یونان نے روم کو فتح کرلیا اور رومیوں کی صلاحیتوں سے متاثر ہوکر فاتح یونانی ان کے شاگرد ہوگئے۔ان سے سیکھنے لگ گئے۔فاتح ہونے کے بعد ان کے غلام ہوگئے۔

☆☆☆

سچ تو یہ ہے کہ جس ذات پر نزول قرآن مجید ہو وہ ذات کم نہیں ہے مقدس کتاب سے
۔

☆☆☆

نگاہ کا عادک وہ ہے جسے دوسرے کی بیٹی میں اپنی بیٹی نظر آئے ،اور جسے اپنے حق سے زیادہ دلینے والے بیٹے سے پہلے دوسروں کے حق سے محروم بیٹوں کا خیال آئے۔

☆☆☆

نصیحت کرنے والا مخلص نہ ہو تو نصیحت بھی ایک پیشہ ہے۔

جولوگ جانتے ہیں ، بتا نہیں سکتے ، اور جولوگ بتا سکتے ہیں ، شاید جان نہیں پاتے۔

عبادت وہ ہے جو معبود کو منظور ہو جائے ، ورنہ کروڑوں سال کی عبادت ایک سجدہ نہ کرنے سے ضائع ہوتی دیکھی گئی۔

توبہ کر لی جائے تو ایک اچھے وقت کا آغاز ہو سکتا ہے۔

آپ ﷺ کی ذات اقدس تمام انبیائے کرام اور مصلحین عالم میں واضح طور پر اس لئے ممتاز ہے کہ آپ ﷺ کا عمل آپ ﷺ کے علم کا شاہد ہے۔

میری میز پر ایک رنگ برنگے سجے سجائے اخبار کی خاطر دنیا کتنے حادثات سے گزر جاتی ہے۔

جو یہ نہ بن سکا، اسے وہ بننا پڑا۔

ہم دوستوں کے دوستوں کو دوست سمجھتے ہیں۔ اور انکے دشمن کو دشمن، حالانکہ ہمارا، ان سے براہ راست تعلق نہیں ہوتا۔

زندگی کے ڈرامے میں اس کھیل کا مصنف وہ چاہے جو ڈرامے کو تکمیل تک پہنچا دے۔

جو ایک نے کھویا وہ دوسرے نے پایا۔

عجیب بات ہے کہ جسے ایک انسان تلاش کرتا۔ دوسرا اسی سے نجات چاہتا ہے۔

☆☆☆

اب بھی دنیا کی امید اور انسان کے مستقبل کا امکان تہذیب، مشرق میں ہے۔

☆☆☆

سمندر میں رہنے والی مچھلی جب تک پانی میں ہے، پانی کو نہیں دیکھ سکتی، پانی سے جدا ہو کے پانی کو دیکھے تو زندہ نہیں رہ سکتی۔

☆☆☆

زندگی کے جواز تلاش نہیں کیے جاتے ۔صرف زندہ رہا جاتا ہے ۔زندگی گزارتے چلے جاؤ جواز مل جائے گا۔

آج بھی اس بے جان زمین میں جب کوئی مردہ بطور امانت دفن کیا جاتا ہے ۔تو وہ محفوظ رہ جاتا ہے۔

ہم زندگی کے طویل سفر کی صعوبتیں اٹھاتے رہتے ہیں۔اور انجام کار ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے کل سفر، گھر سے قبرستان تک ہی کیا ہے۔

ناجائز کمائیوں سے بنے محلات پر لکھ دینا کہ یہ اللہ کے فضل سے بنا ہے، ایک ظلم ہے۔

مذہب دراصل اخلاقیات میں الہیات کا شامل ہونا ہے۔

☆☆☆

اگر آپ کے گرد آپ سے کم درجے کے لوگ ہیں۔ تو آپ متمول ہیں۔ اور اگر آپکے سامنے زیادہ متمول لوگ آ جائیں تو آپ اپنے آپ میں غریب ہو جاتے ہیں۔

اگر ملک کو ایک درخت سمجھ لیا جائے۔ تو ایسا لگتا ہے۔ کہ ہر با مقصد انسان اپنی سہولت کے لئے اس کی ایک آدھ شاخ کاٹ لیتا ہے۔

جن لوگوں نے راز دریافت کیا، انہوں نے ہی راز چھپایا۔

الفاظ کانوں کے راستے دل پر اثر کرتے ہیں۔اور دل پر اثر کے بعد اعضا و جوارح پر عمل کا حکم نازل ہوتا ہے۔اور یوں انسان کا کردار بنتا رہتا ہے۔

☆☆☆

کوشش کو اگر ہاتھی کہہ لیا جائے تو نصیب ابابیل کی کنکری ہے۔

☆☆☆

اگر دل میں محبت آجائے تو زبان میں شائستگی آنا شروع ہو جاتی ہے۔

اگر باطن میں غصہ آئے تو ظاہری وجود کے چہرے پر تیوری اور نفرت کا اظہار ہونا لازمی ہے۔

☆☆☆

باطن مصروف عبادت ہو تو ظاہر معصومیت کا پیکر بن جاتا ہے۔

☆☆☆

اگر مخلص دوست میسر نہ ہو تو ضمیر کی آواز حاصل کرنے کا ذریعہ آئینہ ہے۔

جہاں اکثریت کاذب ہو وہاں صداقت کا سفر کیسے ہو سکتا ہے۔

والدین کی آواز میں ضمیر کی آواز کا ہونا لازمی ہے۔

☆☆☆

اے مولا ہمارے لئے جو بہتر ہے وہ بن مانگے دے ، دے ۔ اور جو ہمارے لئے نامناسب ہے اس کے مانگنے کی توفیق ہی نہ دے۔

☆☆☆

ہم نے جن لوگوں کو اپنی موت کا غم دے کر جانا ہے، کیوں نہ ان کو زندگی ہی میں کوئی خوشی دی جائے۔

کافر اور مومن میں یہ فرق ہے کہ کافر معجزے کے بعد بھی نہیں مانتا، اور مومن معجزے کے بغیر بھی مانتا ہے۔

آنکھیں جلوے کو دیکھ کر اسے ایک خاص شعور کے ماتحت، جسم کے مختلف حصوں، دل کو، دماغ کو، نفس کو، روح کو، اور قوت متخیلہ کو ٹیلی کاسٹ کرتی ہیں۔ آنکھوں کے اس عمل سے عرفان ذات کے دلچسپ سفر کا آغاز ہوتا ہے۔

☆☆☆

ایک آدمی نے ایک کتاب پڑھ لی، وہ ایک فرقہ بن گیا۔ دوسرے نے دوسری کہانی پڑھ لی وہ دوسرا فرقہ بن گیا۔

☆☆☆

سچی اقلیت کاذب اکثریت سے بہتر ہے۔

☆☆☆

ابتدائی زمانوں میں پیشے، مزاج کے مطابق بنائے گئے تھے۔ مثلاً معلم فطرتاً معلم ہوتے تھے۔

☆☆☆

ہم اپنے مفاد کو قوم کے مفاد پر قربان کرنا سیکھ لیں تو قوم ترقی کرنا شروع کر دے گی۔

عظیم لوگوں کے ساتھ وابستگی اس وقت خطرناک ہو سکتی ہے۔ جب تک وہ عظیم لوگ ایک مذہبی زندگی نہ گزار رہے ہوں

ہر اسم اپنے مسمّیٰ کے ساتھ رابطہ رکھتا ہے۔ اور یہ رابطہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔

کلام کے پیچھے کلیم کی شخصیت ہوتی ہے۔

☆☆☆

بے تعلق نصیحت یا بے تعلق تبلیغ ایسے ہے، جیسے زبانِ غیر میں تقریر کرنا۔

☆☆☆

مایوسی راستے کا سب سے بڑا رہزن ہے۔

☆☆☆

اللہ تعالیٰ جانتا ہے، کہ انسان کو ضعیف پیدا کیا گیا ہے۔ترغیبات کے رنگین جال میں انسان پھنس جاتا ہے۔اور جو لوگ اس جال سے بچ گئے وہ رحمت کے دائرے میں پناہ پا گئے۔

☆☆☆

عمر سو کے گزاری ہے تو بقیہ کم از کم بیدار رہنے کی تمنا میں گزاری جائے۔

☆☆☆

قرآن پڑھیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرآن جس اخلاق کی تعلیم دے رہا ہے۔وہ حضور ہی کا اخلاق ہے۔

جو آج خوش نصیب ہے ۔ وہ کل بھی خوش نصیب ہوگا ۔

☆☆☆

لوگوں نے سامان کو پکڑ رکھا ہے اور سامان نے لوگوں کو ۔

☆☆☆

کسی چیز کو روکنے کے لئے خود ، رکنا پڑتا ہے ۔

انسان کی ملکیت اس کی مالک ہو گئی ہے۔

☆☆☆

ایسی بھی راتیں آتی ہیں۔ کہ رات کٹ جاتی ہے اور سورج نہیں نکلتا، ایسے بھی دن آئے کہ سورج ڈوب گیا۔ روشنی باقی رہی۔

☆☆☆

کوئی انسان اللہ کے بغیر نہیں اور اللہ ہر انسان کے علاوہ ہے۔

گھر والوں کو خوش رکھو اللہ خوش ہو جائے گا۔

☆☆☆

خزانے لامحدود ہیں۔لیکن انسان کے پاس وقت محدود ہے

جس نے اللہ کا راز دریافت کرلیا۔اس نے یہ ہی کہا کہ اس کی معرفت یہ ہی ہے کہ اس کی معرفت نہیں ہوسکتی۔

☆☆☆

اگر آپ کی نگاہ بلند ہونے سے قاصر ہے تو اپنے پاؤں کے پاس دیکھو۔کوئی نہ کوئی چیز آپ کی توجہ کی محتاج ہوگی۔

کائنات سے توجہ طلب کرنا اتنا اہم نہیں، جتنا اس کو توجہ دینا۔

☆☆☆

ماضی گیا، ختم ہوگیا، لیکن نہ جاتا ہے نہ ختم ہوتا ہے۔

لوگ دوست کو چھوڑ دیتے ہیں۔ بحث کو نہیں چھوڑتے۔

جب ہم اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو اس کے اپنے ارشاد کے مطابق وہ ہمارا ذکر کرتا ہے۔

☆☆☆

نیکی دراصل انسانوں کے ساتھ نیک سلوک کا نام ہے، خالی نیکی تو کوئی نیکی نہیں۔

مجرم وہ ہوگا۔جو قانون کی زد میں آئے۔اور جو قانون کی نظر سے بچ جائے ۔وہ مجرم ہی نہیں کہلائے گا۔لیکن گنہگار، گنہگار رہے، چاہے لوگوں میں نیکو کار ہی کیوں نہ مشہور رہو ۔

☆☆☆

اگر جیب برابر ہو بھی جائے تو ذہن برابر نہیں ہوگا۔

☆☆☆

لوگ حکمران بننا چاہتے ہیں۔لیکن بنے ہوئے حکمرانوں کے خلاف نفرت رکھتے ہیں۔

عید کی خوشی کسی مال سے پیدا نہیں ہوتی۔ یہ تو روزہ رکھنے والوں کو نصیب ہوتی ہے۔

زبان وہ بات کہہ ہی نہیں سکتی جو سکوت سے بیان ہوتا ہے۔

☆☆☆

آپ کسی کے الفاظ یا گفتگو سن کر یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ کس پیشے سے تعلق رکھتا ہے۔

☆☆☆

جن دوستوں میں بیٹھ کر آپ پر خیال آشکار ہوں ۔انہیں دوستوں میں بیٹھ کر خیال مکمل ہوا کرتا ہے۔

جن کو منشائے الٰہی میسر ہو، انہیں آہ سحر گاہی مکمل ہوتی ہے۔اور آہ سحر گاہی اس کائنات اور باطنی کائنات میں رابطے کا بڑا معتبر ذریعہ ہے۔

اگر عشق زندہ ہو تو نفس کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

جس قوم سے نالہ شب اُٹھ جاتا ہے۔اس سے سکون اُٹھ جاتا ہے۔

موت یہ نہیں کہ سانس ختم ہو جائے۔اصل موت تو یہ ہے کہ ہمیں یاد کرنے والا کوئی نہ ہو۔

آنکھیں بولتی نہیں ہیں۔صرف دیکھتی ہیں۔لیکن آنکھوں کے انداز نظر پر سب گویائیاں نثار ہو جاتی ہیں۔

جب تک سچے لوگوں کی اکثریت نہیں ہوتی، جمہوری فیصلے غلط ہیں۔

سلیم فطرت لوگ سیاست سے گریز کرتے ہیں۔اور نتیجہ یہ ہے کہ وہ لوگ زیادہ ہی مظلوم بنا دیئے جاتے ہیں۔سلیم اور حلیم فطرت لوگوں کو آگے آنا چاہیے۔کہ سفر کا رخ صحیح ہو۔

☆☆☆

چھن جانے کے بعد بہشت کی قدر ہوتی ہے۔

لارڈ رسل کا فلسفہ صحیح ہے، خوبصورت ہے۔لیکن اس کی زندگی کی تقلید کرنا ہمارے لئے جائز نہیں ہے۔اس کا فلسفہ سند ہے۔لیکن اس کی زندگی مومن کے لئے غیر مستند ہے۔

☆☆☆

اگر آپ کوئی اچھی بات کہیں، اچھا کلام تحریر کریں۔تو آپ کے لئے ہزار ہا اُٹھے ہوے ہاتھ آپ کی صحت اور زندگی کے لئے تیار ہونگے۔

اللہ کا کلام کسی اور کے کلام کے مقابلہ میں اتنا ہی بڑا ہے جتنا اللہ خود، اسی طرح پیغمبرؐ کی بات کو باتوں کا پیغمبر سمجھو۔

سب سے موزوں نصیحت تو یہی ہے کہ نصیحت سننے والے میں نصیحت کا شوق ہو۔

عام آدمی اپنی ذات کے لئے رحمت نہیں ہو سکتا اور سرکارؐ پوری کائنات کے لئے باعث رحمت ہیں۔

☆☆☆

اگر صرف باوضو ہو کر انسان سو رہے تو نیند کا عرصہ بھی عبادت گنا جائے گا۔

اللہ کی تلاش میں پہلا قدم ہی آخری قدم ہے۔

بے بس کی آنکھ سے ٹپکنے والا آنسو کتنی ہی عبادتوں سے فوقیت لے جاتا ہے۔

☆☆☆

کبھی انسان، انسان پر مر رہا ہوتا ہے اور کبھی انسان، انسان کو مار رہا ہوتا ہے۔

زندگی ایسا جلوہ ہے کہ جسے پوری طرح دیکھا بھی نہیں جا سکتا۔ اور پوری طرح چھوڑا بھی نہیں جا سکتا۔

☆☆☆

کربلا کی شکست فتح کی بشارت ہے۔

☆☆☆

ہم جسے تاریکی سمجھ رہے ہیں، یہ ہی صبح کاذب تو صبح صادق کا آغاز ہے۔

دنیا کے خلاف فریاد نہ کریں کوشش کریں کہ کوئی آپ کے خلاف فریاد نہ کرے۔

غیبت کے بارے میں ایک دفعہ کسی نے حضور اکرمؐ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ غیبت کیا ہے۔آپؐ نے فرمایا کسی انسان کی عدم موجودگی میں اس کے بارے میں وہ بات کہنا۔جو اس کے منہ پر نہیں کی جا سکتی۔سائل نے عرض کیا۔کہ اگر اس کے منہ پر کہہ دیا جائے تو آپؐ نے فرمایا۔تو یہ بے حیائی ہو گی۔

☆☆☆

ہم زندگی بھر زندہ رہنے کے فارمولے سیکھتے رہتے ہیں۔اور جب زندگی اندر سے ختم ہو جاتی ہے، ہم بے بس ہو جاتے ہیں۔

☆☆☆

عبادت اس مقام تک نہیں پہنچاتی، جہاں غریب کی خدمت پہنچاتی ہے۔

اسلام میں رہبانیت منع ہے۔خدا کو چھوڑ کر بندوں میں مصروف رہنا بھی رہبانیت کی ایک شکل ہے۔اور انسانوں کو چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہنا بھی ایک طرح کی رہبانیت ہے۔

☆☆☆

انسان دوستی اور انسان نوازی تو کی جائے لیکن انسان پرستی نہ کی جائے ، پرستش اللہ کی اور خدمت انسان کی ۔

جس انسان نے روزہ نہ رکھا ہو تو اس کے لئے عید کی خوشی بے معنی ہے ۔ ایک سیاسی اور سماجی ضرورت ہے ۔

یہ ملک لاکھوں جانوں کی قربانی سے بنا ہے، کسی غریب کو کیا فرق پڑتا ہے ۔ اگر اس پر ہندو ظلم کرے یا اس پر مسلمان ظلم کرے ۔ غور کرنے کا وقت ہے ۔

یا اللہ اولاد کو والدین کی گستاخی سے بچا۔اولاد کو والدین کی ناراضگی سے بچا۔

آنکھیں محبت شناس کراتی ہیں۔اور زندگی نثر سے نکل کر نظم میں داخل ہو جاتی ہے۔

☆☆☆

امیر کی صداقت قوم میں صداقت فکر پیدا کر دیتی ہے۔

بیج میں درخت کو دیکھنا ہر آدمی کا کام نہیں ہے۔ یہ سعادت بھی عطائے رحمانی ہے۔

جب عذاب آنے والا ہو تو توبہ چھن جاتی ہے۔

☆☆☆

اللہ کا عذاب اس وقت تک نہیں آتا۔ جب تک عذاب سے ڈرانے والا نہ آئے۔

☆☆☆

سیاست میں سب کچھ جائز ہے۔اور یہی بات عدل میں ناجائز ہے۔ہم اپنے نظام عدل کو خدائی نظام عدل کے مطابق بنائیں۔نہ کہ خدائی نظام عدل کو اپنے تقاضوں کے مطابق۔

جس دل میں حضورؐ کی یاد ہے۔وہ ہمیشہ قرار میں رہے گا۔اور جائے قرار بہشت کے علاوہ کیا ہے۔

سب سلامت تو ہم سلامت۔

☆☆☆

اللہ ایک طرف ایسے ایسے ستارے بناتا ہے۔ کہ انسان کے تصور سے بھی بڑے۔ اور کہیں اتنے باریکیوں میں تخلیق ہوتی ہے کہ انسانی نظر کی مجال نہیں، کہ الیکٹرون کے اندر ہونے والے جلوؤں کو دیکھ سکے۔

ممکن ہی نہیں کہ کوئی شخص مقرب الٰہی ہو۔ اور انسان کی محبت سے محروم ہو۔ یہ دعویٰ شیطانی ہے۔ کہ ہم صرف اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ اور انسانوں کی محبت سے کچھ سروکار نہیں۔

دولت عزت پیدا نہیں کرتی، دولت خوف پیدا کرتی ہے۔

گانے والے کا سوز قلوب کو زندہ کر دیتا ہے۔

نفس کو اکسانے کا عمل آنکھوں سے شروع ہوتا ہے۔ اور پھر انسان ایک درندے کی طرح اپنے شکار کی تلاش میں سرگرداں ہو جاتا ہے۔

اکثریت کو صداقت شناس کیا جائے۔اس میں حق گوئی اور بے باکی پیدا کی جائے۔۔ یہ مرحلہ طے ہو جائے تو جمہوریت سے بہتر کیا ہو سکتا ہے۔

☆☆☆

ظاہر ضروری نہیں کہ باطن کا عکس ہو۔

☆☆☆

خالق کے خیال کو چھوڑ کر مخلوق کے خیال میں گم ہونے والا انسان دین و دنیا کے خسارے میں رہتا ہے۔

دنیا کے عظیم انسانوں میں صرف ایک یا چند صفات کی عظمت ہے۔ واحد عظیم ہستی حضور اکرمؐ کی ہے۔ جن کی زندگی کا ہر شعبہ مثالی ہے۔ ہر عمل بے مثال، جن کی ہر صفت، جن کی نشست و برخاست، جن کا جاگنا، سونا اور جن کا بولنا، سننا، باعث تقلید ہے۔

رحمت ہوتی ہی ہے اعمال کو عبرت سے بچانے کے لئے۔

دوسروں کی خامیوں پر خوش ہونے والو، کوئی اپنی خوبی ہی بیان کرو۔

☆☆☆

رحمت حق اس شخص کی تلاش میں رہتی ہے۔ جس کی آنکھ پرنم رہتی ہے۔

ہم پیمانے بناتے رہتے ہیں۔ لیکن خود کو ماپنے کا وقت نہیں رکھتے۔

اگر منظر نہ ہو تو نظر کس کام کی۔

ایک سماج میں امیر اور غریب کے درمیان جتنا فاصلہ بڑھتا جائے گا۔ اتنی ہی اس سماج میں کرپشن بڑھتی جائے گی۔

☆☆☆

موذن اور مبلغ کو خوش الحان ہونا چاہیے۔ اچھی دعوت کو اچھے انداز سے پیش کرنا ہی اچھی بات ہے۔ رسم اذان کو روح بلالی کی کتنی ضرورت ہے۔ اس کا اندازہ لگانے کا مشکل ہے۔

☆☆☆

انسان کے ذخیرہ الفاظ سے یہ معلوم کرنا آسان ہے، کہ وہ آدمی کون سے علاقے کا رہنے والا ہے۔ اور کون سے پیشے سے تعلق رکھتا ہے۔

☆☆☆

اگر معاشرے میں باضمیر پیدا ہو گئے تو مردہ ضمیر ویسے ہی روپوش ہو جائیں گے۔

گناہ کی تلاش ہی تو گناہ ہے۔

اللہ نے آدم کے لئے شیطان کو نکال دیا۔ اور آدم نے شیطان کے لئے اللہ کے امر کو چھوڑ دیا۔

بلند فطرت انسان پست حالات سے گزریں تو بھی ان کا مزاج پست نہیں ہوتا۔

یہ نورِ ظہور سب حضورؐ کا ہے۔ باقی سب عظیم لوگ صرف دیکھنے کے لئے ہیں۔ تقلید کے لئے نہیں، تقلید صرف اس ذاتؐ کی ہے جسے اللہ کی تائید حاصل ہے۔

☆☆☆

ہر خطرہ خطرناک نہیں ہوتا۔ ہر سانپ ڈستا نہیں ہے۔

☆☆☆

دنیا میں کوئی ایسی نصیحت نہیں جو پہلے نہ کی گئی ہو۔

اسلام سے محبت کا دعویٰ کرنے والو! مسلمانوں سے نفرت نہ کرو۔

ہم توقعات رکھتے ہیں کہ لوگ ہمارے توقعات پر پورا اتریں۔ ہمارے تقاضوں کو پورا کریں۔ لیکن ہم خود کسی کی خواہش پر پورے نہیں اترتے۔

☆☆☆

آج کے مسلمان، جن لوگوں کا نام ادب سے لیتے ہیں۔ ان کی زندگی کو نہیں اپناتے۔

میری پیاس بجھانے والا پانی کتنے ہاتھوں کی محنت کا نتیجہ ہے۔

عذاب کی انتہائی شکل یہ ہے کہ لوگوں کے دل سے دولت کی تسکین نکال لی جائے گی۔

☆☆☆

مقدس الفاظ کو منزہ زبان میسر نہ ہو تو لفظ اپنی تاثیر کھو بیٹھتا ہے۔

لباس کے اندر ہر آدمی ایک ہی آدمی ہے۔

☆☆☆

وہ وقت دور نہیں۔ جب یہ وقت ختم ہو جائے گا۔

☆☆☆

صاحبانِ اقتدار صادق ہو جائیں۔ ہر طرف صداقت ہی صداقت ہو جائے گی۔

اگر اولاد نے مفت حاصل ہونے والا مال گناہ میں لگایا تو اس گناہ کی سزا پیسہ مہیا کرنے والوں کو بھی ملے گی۔

وہ ملک ترقی کرتے ہیں جہاں اداروں کے سربراہ نیک فطرت لوگ ہوں۔

☆☆☆

کسی شخص سے اس کی فطرت کے خلاف کام لینا ظلم کہلاتا ہے۔

اگر عالی ظرفوں کو عالی مرتبہ بنا دیا جائے تو منزل مل جاتی ہے۔

بیماری میں مختلف فطرتوں کا اشتراک ہو سکتا ہے۔ لیکن صحت مند وجود اپنی فطرت کے علاوہ کسی اشتراک میں موجود نہیں رہ سکتا۔

اپنی نیک اعمالیوں پر ناز نہیں کرنا چاہیے۔ اور اللہ سے عدل کی بجائے فضل مانگتے رہنا چاہیے۔

موت سے پہلے انسان مر نہیں سکتا۔ اور وقت مقررہ کے بعد زندہ نہیں رہ سکتا۔

جس انسان نے ماں باپ کو پرورش کرتے ہوئے دیکھا۔ اور انہیں نہ مانا، اس نے خدا کو دیکھے بغیر کیا مانا ہے۔

غریب کے پاس تو اچھے زمانے کے آنے کی امید ہو سکتی ہے۔ لیکن امیر کے لئے برے زمانے کے آجانے کا خوف ہمیشہ سر پر تلوار بن کر لٹکتا رہتا ہے۔

☆☆☆

اگر کسی شخص کی ایک آنکھ کام نہ کرتی ہو تو اسے منہ پر کانا نہیں کہنا چاہیے۔ ہر چند کہ یہ صداقت ہے مگر بدتمیزی کا مظاہرہ ہے

☆☆☆

انسان کی اصل فطرت کو بیدار ہونے کے لئے، صحبت صالح درکار ہوتی ہے۔

☆☆☆

اللہ عدل کرے تو اس کے آگے بڑے، بڑے جہاندار اور جہانگیر لوگ کانپتے رہیں گے۔

ہر چیز کو عزت کے ساتھ رہنے دیا جائے تو اپنی عزت بھی قائم رہتی ہے۔

فرعون کی زندگی، فرعون کا انجام پائے گی۔ موسیٰؑ کی زندگی موسیٰؑ کا انجام پائے گی

بدمزاج ہونا اتنا خطرناک نہیں جتنا بدتمیز ہو جانا، کیونکہ بدتمیز آدمی الفاظ کے غلط استعمال کا مجرم بھی ہے۔

صالح فطرت لوگوں کو اہم مقامات پر فائز کرنے سے اہم نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

ہمارا مستقبل جب تک وہ مستقبل ہے، ایک واہمہ ہے، جب وہ ہمارے پاس آئے گا۔ وہ مستقبل نہیں ہوگا۔ وہ حال ہوگا۔

اللہ کی محبت کی انتہائی عملی شکل اللہ کے محبوب ﷺ کی اطاعت اور محبت میں ہے۔

☆☆☆

یہ عین ممکن ہے کہ آدمی کے پاس مال نہ ہو اور وہ خوشحال ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے پاس مال ہو اور وہ بدحال ہو۔

☆☆☆

فطرت اس لئے نہیں بدلتی کہ اسے فاطرِ حقیقی نے نہ بدلنے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔

جو واقعہ ہو چکا، جب مجھے اس کا علم ہوتا ہے تو میرے لئے وہ واقعہ ہو رہا ہوتا ہے۔

اللہ تو وہ اللہ ہے جو بدصورتوں کے عاشق اور خوبصورتوں کے دشمن پیدا کرتا ہے۔

وقت کو وقت سے پہلے سمجھنے کے لئے وقت سے نکلنا پڑتا ہے۔

انسان مجبوری توڑنا چاہتا ہے۔اور فطرت اسے مجبور رکھنا چاہتی ہے۔دونوں اپنے اپنے راستوں پر مجبور ہیں۔

دور سے نظر آنے والے مناظر قریب سے ویسے دکھائی نہیں دیتے۔

☆☆☆

ہمارا حاصل محدود ہے اور ہماری تمنائیں لامحدود ہیں۔

☆☆☆

مجبور ہونا کوئی بری بات نہیں، اور سچ پوچھو تو مجبور ہونا کوئی اچھی بات بھی نہیں۔

ایک گھر میں پیدا ہونے والے اور ایک دسترخوان پر پلنے والے، ایک جیسا ذائقہ اور ایک جیسی فطرت نہیں رکھتے۔

ہماری بینائی کمزور ہو جائے تو چہروں کے چراغ بجھ جاتے ہیں۔

ایک انسان نے کہا جب مر ہی جانا ہے تو عمل کیا ہے؟ دوسرے نے کہا چونکہ مر ہی جانا ہے اسی لئے تو عمل ضروری ہے۔

محبت مجبور کو مختار بنا دیتی ہے۔

جب تک عوام میں حق پسند، حق طلب، اور حق آگاہ لوگوں کی کثرت نہ ہو۔ جمہوریت ایک خطرناک کھیل ہے۔

☆☆☆

بیمار وجود کے لئے ہر موسم خطرے کا موسم ہوتا ہے۔

☆☆☆

ترقی یافتہ ممالک وہ ہیں۔جو خوف پیدا کرتے ہیں۔ترقی پذیر ممالک وہ ہیں۔جو خوف زدہ رہنے پر مجبور ہیں۔اور پسماندہ ممالک وہ ہیں،جنہیں خطرے کے احساس سے بھی آشنائی نہیں۔

☆☆☆

دولت کی محبت کم کردو،اندیشے کم ہو جائیں گے۔

خطرہ بہر حال اندر ہے باہر نہیں۔

جب قائدین کی بہتات ہو جائے تو سمجھ لیجیے کہ قیادت کا فقدان پیدا ہو گیا۔

اکثر اسلام سے محبت کرنے والے اسلام کے نفاذ کے ساتھ اپنا نفاذ بھی مشروط رکھتے ہیں۔

☆☆☆

انسان مستقبل کو حال اور حال کو ماضی بنا دیتا ہے۔

جس کا حال بدحال ہے وہ کسی کے مستقبل کے خوش حال ہونے کا تصور کیسے کرسکتا ہے

۔

☆☆☆

کشتی ہچکولے کھا رہی ہو تو اللہ کی رحمت کو پکارا جاتا ہے، جب کشتی کنارے لگ جائے تو اپنی قوت بازو کے قصیدے کہے جاتے ہیں۔

☆☆☆

گناہ ترک کرنے کا ارادہ توبہ کا حصہ ہے۔

موت سے زیادہ خوفناک شے موت کا ڈر ہے۔

☆☆☆

عظیم انسان بھی مر جاتے ہیں لیکن ان کی موت ان کی عظمت میں اضافہ کرتی ہے۔

☆☆☆

موت کا راز یہ ہے کہ ہم کچھ عرصہ اپنی اولاد کے پاس رہتے ہیں۔اور پھر اپنے ماں باپ سے جا ملتے ہیں۔ڈر کس بات کا۔

☆ ☆ ☆

انسان پریشانی سے دوچار نہ بھی ہو تو بھی پریشانی سے آشنا ضرور ہوتا ہے۔

انسان جب اپنی حالت بہتر بنانے کے لئے پریشان ہوتا ہے۔ تو حالت بہتر بنانے کی صلاحیت سلب ہو جاتی ہے۔

☆ ☆ ☆

مریض ہونا غریب ہونے کی ابتدا ہے۔

☆☆☆

پریشانی حالات سے نہیں خیالات سے پیدا ہوتی ہے۔

وطن سے باہر رہنے والوں کو وطن کی یاد پریشان کرتی ہے، وطن میں رہنے والوں کو باہر جانے کی تمنا پریشان رکھتی ہے۔

اگر انسان تسلیم کرلے کہ اس کی زندگی کے ساتھ ہونے والے واقعات اور زندگی کا انجام خالق کے حکم سے ہے تو یہ پریشانی ختم ہوسکتی ہے۔

آواز انسان کو دوسروں سے متعلق کرتی ہے، اور خاموشی انسان کو اپنے آپ سے متعارف کرواتی ہے۔

جتایا ہوا احسان ضائع ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

عذاب اور عبرت کے الفاظ سننے میں بھی سخت ہیں، اور سمجھنے میں بھی۔

عوام کے بغیر ملک جغرافیہ ہی تو ہے صرف مٹی۔

☆☆☆

جو کرتا ہے اللہ کرتا ہے اور اللہ جو کرتا ہے صحیح کرتا ہے۔

☆☆☆

عبادت وہاں نہیں پہنچاتی جہاں غم پہنچا دیتا ہے۔

عذاب کی انتہائی صورت یہ ہے کہ عذاب نازل ہو رہا ہو اور لوگ بدمستیوں اور رنگ رلیوں میں محو ہوں۔

☆☆☆

مہنگائی حد سے زیادہ اور خریداری بھی حد سے زیادہ عجب عالم ہے۔

☆☆☆

غم چھوٹے آدمی کو توڑ دیتا ہے اور بڑے آدمی کو اور بڑا بنا دیتا ہے۔

☆☆☆

کل کا انسان عقیدتوں کا مظہر تھا لیکن آج کا انسان ہر عقیدت اور ہر عقیدے سے آزاد ہے۔

☆☆☆

ہمارے پاس بڑے اخبار ہیں، اور وہ خبر کسی اخبار میں نہیں ہوتی۔ جس خبر کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

ہم نے اپنے آپ کو دشمن کی نگاہ سے کبھی نہیں دیکھا، دشمن کبھی یہ نہیں دیکھتا کہ شیعہ کون ہے اور سنی کون ہے؟

مصلحت اندیش دور اندیش نہیں ہو سکتا۔

☆☆☆

اس نا اہل ڈاکٹر کی طرح یہ نہ کہنا کہ ہم نے تو اپنا فرض پورا کیا۔ آگے مریض کا مقدر۔

☆☆☆

بے باکی میں تعلق قائم رہتا ہے اور گستاخی میں تعلق ختم ہو جاتا ہے۔

جب زمانہ امن کا ہو، اور حالات جنگ جیسے ہوں تو سمجھو عذاب کا وقت ہے۔

برے مقصد میں کامیابی سے اچھے مقصد میں ناکامی بہتر ہے۔

☆☆☆

خاموشی دانا کا زیور اور احمق کا بھرم ہے۔

زیادہ بولنے والا انسان مجبور ہوتا ہے کہ وہ سچ اور جھوٹ کو ملا کر بولے۔

☆☆☆

ہر قدیم کبھی جدید تھا اور ہر جدید کبھی قدیم ہو جائے گا۔

☆☆☆

گناہوں میں سب سے بڑا گناہ توبہ شکنی ہے۔

اگر اینٹوں میں ربط نہ رہا تو دیوار کو اپنے ہی بوجھ سے گرنے کا اندیشہ لاحق ہو جائے گا۔

☆☆☆

ہمارا ہر وہ عمل جو اللہ کو ناپسند ہو گناہ ہے۔

اخلاقیات دین کا حصہ ہے۔لیکن دینیات اخلاقیات سے بہت بلند ہے۔

توبہ کا خیال خوش بختی کی علامت ہے۔

اگر تخلیق خالق سے تعلق میں رہے۔ تو سلامت ورنہ یہ ہی ایک قیامت ہے۔

☆☆☆

جو انسان جتنا موثر ہو گا اس کا گناہ اتنا ہی بڑا ہو گا۔

بے موسم پھل اور بے وقت حاصل آخر انسان کو نقصان پہنچائیں گے۔

رفتار وہ ہی بھلی جس سے سانس نہ پھولے۔

☆☆☆

اگر انسان کو گناہ سے شرمندگی نہیں تو توبہ سے کیا شرمندگی۔

اشکوں کی موتیوں کی مالا عالم بالا کی خبر لاتی ہے۔

گوش مشتاق اس نغمے سے بھی آشنا ہوتا ہے جو ابھی ساز میں ہو۔

☆☆☆

نیت کا گناہ نیت کی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

تقرب الٰہی کے راستوں پر چراغاں کرنے والے موتی انسان کے آنسو ہیں۔

☆☆☆

جس پر حضورؐ مہربان ہوں اسے اللہ کا قرب ملتا ہے۔اور جس پر اللہ مہربان ہو، اسے حضورؐ کا قرب ملتا ہے۔

☆☆☆

سمندر سے دس دریا نکال لئے جائیں۔یا دس دریا شامل کر دیئے جائیں تو بھی وہ جوں کا توں رہتا ہے۔

☆☆☆

اخلاقیات کا دین اور چیز ہے اور دین کی اخلاقیات اور چیز

انسان کے آنسو اس دنیا میں کسی اور دنیا کے سفیر ہیں ۔

☆☆☆

دنیا کے عظیم انسان نالہ نیم شب کی داستاں ہیں ۔

☆☆☆

مطمئن زندگی کی قدر اس سے پوچھو ۔ جس کو خواب آور ادویات کے سہارے درکار ہوں ۔

☆☆☆

سمندر کی طرح صاحبانِ روح نیم شب کو جاگتے ہیں۔

☆☆☆

قوم کو تذبذب میں گرفتار کرنا ظلمِ عظیم ہے۔

☆☆☆

پست خیال انسان اپنے وجود کو پالتا ہے۔اور بلند خیال انسان اپنے وجود کو جالتا ہے۔

اگر چھوٹی بات کو چھوٹا نہ سمجھا جائے تو کوئی بڑی بات بڑی نہ رہ جائے۔

معمولی انسان سے محبت غیر معمولی انسان کا ڈر نکال دیتی ہے۔

☆☆☆

سوال کے آخری حصہ میں جواب موجود ہوتا ہے۔

جو شخص اللہ کے ساتھ حساب نہیں کرتا۔ اللہ اس کے ساتھ حساب نہیں کرتا۔

پراگندہ خیال سماج میں انتشار پیدا کرتا ہے۔

☆☆☆

عقیدے کو ثابت نہیں کیا جا سکتا اسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

مبلغ یقین سے محروم ہو تو تبلیغ تاثیر سے محروم ہو جاتی ہے۔

☆☆☆

شکستہ جہاز کو کوئی بھی ہوا، بھی راس نہیں آتی۔

☆☆☆

روزے کے انکاری جب عید مناتے ہیں تو ان کے چہرے بے نور ہوتے ہیں۔

جس انسان کو اپنے آپ پر یقین نہ ہو۔ وہ خدا پر کیا یقین رکھے گا۔

اگر انسان کا باطن صادق نہ ہو تو صداقت کا مذہب اسے کوئی فلاح نہیں دے سکتا۔

اگر آپ کسی کو زندگی کی آسانیوں میں شریک نہیں کرتے تو صرف علم میں شریک کرنے کا کیا فائدہ۔

جب اللہ کی رحمت ہو جائے تو انسان اسے اپنا حق کہہ کر اپنی محنت اور اپنی عقل کا پھل سمجھتا ہے۔

☆☆☆

بولنے والا وہی بولتا ہے۔ جو سننے والا سننا چاہتا ہے۔

☆☆☆

اندیشے کی عمر بیان تک ہے۔

حال کے بدحال ہونے کے باوجود مستقبل کے خوشحال ہونے کی امید ترک نہ کرنی چاہیے۔

ایک مارکیٹ میں دو دکاندار صبح سے شام تک یکساں محنت کرتے ہیں۔اور شام کو نتیجہ یکساں نہیں ہوتا۔

انسان اپنے راستے پر صحیح سفر کر رہا ہو تو بھی اسے کسی اور غلط روی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

☆☆☆

انسان کے وجود کے کسی ایک حصے کا حد سے بڑھ جانے کا مطلب وجود کی ہلاکت ہے ۔۔اسی طرح ایک قوم یا ایک سماج کا حد سے نکل جانا وجودِ آدم کی تباہی کا پیش خیمہ ہے ۔

تیسری جنگ عظیم کی تعریف یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی جنگ نہیں کیونکہ دنیا میں کوئی انسان ہی نہ ہوگا تو جنگ کون لڑے گا۔

جس زندگی میں شوق ہوگا اس میں خوف نہیں ہوگا۔خوف دوزخ ہے۔شوق جنت ۔

پیدا کرنے والے کی منشاء کے خلاف جو زندگی ہوگی، خوف زدہ ہوگی۔

☆☆☆

ہمارے پاس ہر شے کی کثرت ہے صرف وقت کی قلت ہے۔

☆☆☆

اس سے پہلے کہ ہم سے سب کچھ چھن جائے۔ ہم خود ہی کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔

اپنے خیال کی ترقی بے معنی ہے جب تک دوسروں کے حال کی ترقی نہ ہو

☆☆☆

نظاروں سے لطف حاصل کیا جا سکتا ہے ان سے فائدہ نہیں مانگا جا سکتا۔

☆☆☆

فائدے کا سفر بے فائدہ ہے۔

خوشامد اس بیان کو کہتے ہیں، جس کے دینے والا جانتا ہے کہ جھوٹ ہے۔ اور سننے والا سمجھتا ہے کہ سچ ہے۔

ملکی معاملات کی بجائے شہنشاہ اپنے قصیدے سنتے ہیں اور ملک کو مرثیہ خوانوں کے حوالے کر دیتے ہیں۔

جس انسان میں ذاتی صفات نہ ہوں وہ اپنے لباس سے لے کر اپنے مکان تک اپنی ہر شے کی تعریف چاہتا ہے۔

لوگوں کے ساتھ وہ ہی سلوک کرو جو تم اپنے لئے ہونا پسند کرتے ہو۔

انسان بے بس ہے بے بسی یہ ہے کہ وہ انسان ہے۔

موت کا راز یہ ہے کہ کچھ عرصہ ہم اپنی اولاد کے پاس رہتے ہیں۔اور پھر ماں باپ سے جا ملتے ہیں۔

اگر اینٹوں میں ربط نہ ہو تو آندھی تو کجا، دیوار کو اپنے ہی بوجھ سے گر جانے کا اندیشہ لاحق ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

جب زمانہ امن ہو اور حالات جنگ سے ہوں تو عذاب ہے۔

☆☆☆

خاموش چہرہ، خاموش لفظ کی طرح صاحبِ نظر انسان کے سامنے بولتا ہے۔

قرآن میں کائنات کا تذکرہ ہے اور کائنات میں قرآن کی تفسیر و تفہیم ہے۔

ایک بیج میں ہزارہا درختوں کے ظہور کیلئے لفظِ، کن، موجود ہے۔

سمندر کا دل دریا ہے۔ اور دریا کا دل سمندر ہے۔

زندگی کے تپتے ہوئے ریگزار میں محبت گویا ایک نخلستان سے کم نہیں ۔

محبوب ہر حال میں حسین ہوتا ہے کیونکہ حسن تو دیکھنے والے کا اپنا انداز نظر ہے ۔

محبوب کو محبوب میں کجی یا خامی نظر نہیں آتی اگر نظر آئے بھی تو محسوس نہیں ہوتی ۔ محسوس ہو بھی تو ناگوار نہیں گزرتی ۔

پیر کامل کا عشق، عشق نبی ہی کہلائے گا۔

محبت کرنے والے کبھی شہروں میں ویرانے پیدا کرتے ہیں، کبھی ویرانوں میں شہر آباد کرتے ہیں۔

☆☆☆

زندگی صرف نیوٹن ہی نہیں، زندگی ملٹن بھی ہے۔

خوف ناروا خواہش کا اولین سگنل ہے۔

☆☆☆

کسی شے کے کم یا گم ہونے سے ملال پیدا ہوتا ہے۔

☆☆☆

خود کو محفوظ بنانے کی خواہش غیر محفوظ ہونے کا اعلان ہی تو ہے۔

انسان اندر سے ٹوٹ جائے تو تعمیرِ حیات کی کتابیں مدد نہیں کر سکتیں۔

خوف خون کی رنگت اور ہڈیوں کا گودا ختم کر دیتا ہے۔

☆☆☆

ہر قسم کے خوف سے بچنے کے لئے واحد، مناسب اور سہل طریقہ یہ ہی ہے کہ انسان میں خدا کا خوف پیدا کیا جائے۔

گدھ کی بلند پروازی مردار کی تلاش میں ہے۔

☆☆☆

اگر تم راستہ جاننے والے ہو تو جو گمراہ ہے وہ تمہاری ذمہ داری بن چکا ہے۔

☆☆☆

جب تک سمندر زندہ ہے زندگی ختم نہیں ہو سکتی۔

صاحب حال کا دل اس کی آنکھ میں ہوتا ہے اور آنکھ دل میں ہوتی ہے۔

☆☆☆

سب سے بدقسمت وہ انسان ہے جو اپنے مستقبل سے خائف ہو۔

جہاں اہل عقل کی حد ہوتی ہے۔ وہاں سے صاحب دل کی سرحد شروع ہو جاتی ہے۔

اکثر اوقات الفاظ دل کو مجوب کر دیتے ہیں۔

کہنے والا کچھ اور کہہ رہا ہوتا ہے اور سننے والا کچھ اور سننے لگ جاتا ہے۔

خوف کا پسندیدہ مسکن اس انسان کا دل ہے جس میں احساس گناہ تو ہو لیکن گناہ چھوڑنے کی طاقت نہ ہو۔

چمگادڑ الٹے لٹکتے ہیں ان ہی درختوں پر رات کو گدھوں کا بسیرا ہوتا ہے ۔۔۔ یہ تعلق اور تقرب، بڑا پر معنی ہے۔

☆☆☆

چاند محبوب ہے اور چاندنی محبوب کی یاد۔

☆☆☆

بزرگوں سے کی گئی گستاخی کی سزا گستاخ بچوں کی شکل میں ملتی ہے۔

جس نے والدین کا ادب کیا اس کی اولاد مودب ہوئی۔

☆☆☆

یہ ضروری نہیں کہ غریب سکون میں ہو، لیکن یہ ضروری ہے کہ دولت مند سکون سے محروم ہوگا۔

☆☆☆

کم آرزو والے انسان مطمئن رہتے ہیں۔

انسان کماتا ہے تا کہ زندہ رہے اور زندہ رہے تا کہ کماتا رہے۔

☆☆☆

سوچنے والے کی دنیا، دنیا والوں کی سوچ سے الگ ہوتی ہے۔

تمہیں حرکت دینے والی طاقت کا نام ضرورت ہے۔اور ضرورت کا پجاری کثرت پرست ہوتا ہے۔

☆☆☆

یہ عجیب بات ہے کہ محنت کی عادت قائم رہے بھی تو انسان کی طاقت کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

☆☆☆

بعض لوگ زندگی بھر کتابیں اکٹھی کرتے رہتے ہیں۔لیکن جب لائبریری مکمل ہوتی ہے تو زندگی بھی مکمل ہو جاتی ہے۔

☆☆☆

ماضی حال اور مستقبل صاحبِ فکر کے سامنے ایک لمحے میں سمٹ جاتے ہیں۔

کاذب ماحول میں صادق کی زندگی ایک کربلا سے کم نہیں۔

شبنم کے قطرے صبح کی مسکراہٹ بھی ہیں اور رات کے آنسو بھی

☆☆☆

سچ وہ ہی ہے جو سچے کی زبان سے نکلے۔

انسان کی خاطر اللہ نے شیطان کو دور کر دیا۔ شیطان کی خاطر انسان اللہ سے دور ہو گیا۔

سچے انسان کا جھوٹ مصلحت پر مبنی ہو سکتا ہے۔ لیکن جھوٹے انسان کا سچ منافقت کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا۔

ایک کی خوشی دوسرے کا غم ہو سکتی ہے۔

ہماری عمر بڑھ رہی ہے لیکن ہماری عمر کم ہو رہی ہے۔

منافق اس انسان کو کہتے ہیں جو مومنوں اور کافروں میں بیک وقت مقبول ہونا چاہے۔

صداقت کے اظہار کا ایک وقت ہوتا ہے اور ہر وقت کی ایک صداقت ہے

سچ اور جھوٹ صرف پہچان کے درجے ہیں۔ان میں سے کچھ باطل نہیں۔

ہم جس شے سے کراہت کرتے ہیں۔وہ دوسرے ملک میں مرغوب غذا ہے۔

اللہ کو ثابت کرنے کی کوشش کرنے والا بھی اتنا ہی گمراہ ہے۔جتنا اللہ سے انکار کرنے والا۔

حضور کے وسیلے کے بغیر تقرب الٰہی کا تصور خارج از اسلام ہے۔

قرآن کریم اللہ کا کلام ہے۔اور اتنا مکمل ہے کہ اس میں اللہ کے لفظ کا اضافہ بھی ممکن نہیں ہےقرآن سے لفظ شیطان نکالنا بھی ممکن نہیں۔

غریب کو مایوس نہ ہونے دیا جائے۔اور امیر کو مغرور نہ ہونے دیا جائے۔

اکثر اوقات وعدہ بات کو کل پر ٹالنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ لیکن بات ٹلتی نہیں ہے۔

سورج کا ثبوت دیکھنے والی آنکھ ممکن نہیں۔ اور دیکھنے والی آنکھ کو ثبوت درکار نہیں۔

☆☆☆

صادق تک رسائی ہی اصل صداقت ہے۔

☆☆☆

زندگی کا خواب الگ ہے، خواب کی زندگی الگ۔

☆☆☆

مسجد سچ ہے لیکن بدنیت انسان بنائے تو جھوٹ ہے۔

☆☆☆

اگر وعدے کم کئے جائیں تو ان کے پورا ہونے کا قوی امکان ہے۔

محبت کا مسافر راستے میں نفرت کا پڑاؤ نہیں پائے گا۔

جن لوگوں کو اپنی موت کا غم دے کر جانا ہے ان کو زندگی میں کوئی خوشی تو دے جاؤ۔

☆☆☆

اس دور میں گناہ نہ کرنے والے کو بھی ثواب ہے۔

محبت کی دنیا اور دنیا کی محبت اور شے ہے۔

☆☆☆

رزق کی راہ میں تشویش رکھنا راہ طریقت کی بڑی رکاوٹ ہے۔

ہم لوگوں کے اعمال کے مطابق ان کی سزا چاہتے ہیں، لیکن اپنے بارے میں رحم اور معافی چاہتے ہیں۔

☆☆☆

حضور کی رات کی زندگی ابھی تک کتابوں میں نہیں ہے۔اسی طرح ان کے پردہ فرمانے کے بعد کی زندگی بھی ان کتابوں میں نہیں آئی۔

☆☆☆

کوئی مصنف یا مورخ ایسا نہیں ہوگا، جو امام عالی مقام پر کتاب لکھے اور یہ خواہش کرے کہ امام حسینؑ شہید نہ ہوتے۔

☆☆☆

غم ہو یا خوشی اللہ والوں کو یہ دونوں اللہ کے اور قریب لے جاتے ہیں۔

مقربین کے لئے تکلیف عنایت ہے۔اور غیر مقرب کے لئے ابتلاء۔

محبت، محبت چاہتی ہے نہ کہ مہربانی،

☆☆☆

اعظم کا ہر اسم اعظم ہوتا ہے۔

☆☆☆

قرآن اللہ کا کلام ہے حق ہے سچ ہے۔ تفسیر انسان کی وضاحت ہے ممکن ہے سچ نہ ہو۔

☆☆☆

وعدہ حال میں مستقبل کے بارے میں کیا جاتا ہے، اور جب مستقبل حال بنتا ہے تو وعدہ کرنے والا حال ماضی بن چکا ہوتا ہے۔

☆☆☆

ایک ملک کی سچائی دوسرے ملک کی سچائی نہیں۔

صداقت کے اظہار کا ایک وقت ہوتا ہے۔اور ہر وقت کی ایک صداقت ہے۔

☆☆☆

اللہ سے محبت حضورؐ کی اطاعت ہے۔

☆☆☆

خوشی روح کا وہ مقام ہے جہاں آپ ہر چیز سے مطمئن ہو جائیں۔

آپ کا جذبہ ایمان آزمانے کے لئے کفر موجود ہے۔

مسلمان، مسلمان کے خلاف جہاد نہیں فساد کرتا ہے۔

☆☆☆

بڑی منزلوں کے مسافر چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں نہیں پڑتے۔

بعض اوقات ہم اپنے دنیاوی معاملات میں انا کو چھوڑ دیتے ہیں۔لیکن حق کی راہ میں اپنی انا کونہیں چھوڑتے۔

اگر کوئی آپ کو راستہ نہیں دیتا آپ اسے راستہ دے دو۔

اسلام کے نفاذ کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ بند کر دی جائے۔اور لوگوں سے ہمدردی کی جائے،اور ان کی مدد کی جائے۔

ایک زمانے کا جھوٹ دوسرے زمانے کا سچ ہو سکتا ہے۔

☆☆☆

اگر پیشانی میں شوق سجدہ پیدا ہو جائے تو سمجھو کہ اللہ قریب ہے۔

☆☆☆

مرنے سے پہلے ایمان کا میسر آنا بہت بڑی بات ہے۔

معافی مانگنے والا بڑا دلیر ہوتا ہے۔

☆☆☆

عاجز، گنہگار، مغرور عابد سے بدرجہا بہتر ہوتا ہے۔

☆☆☆

یہ زمین کسی اور زمین کا آسمان ہے۔

زندگی تم خود ہو باقی سارا علم ہے۔

☆☆☆

جس نے آج کو پسند کیا اس کو کل بھی پسندیدہ ملے گا۔

☆☆☆

آباد شہروں میں ایک اور شہر بھی آباد ہوتا جا رہا ہے اور وہ ہے قبرستان

فاصلوں سے سچ نظر آنے والی شے قریب سے دیکھو تو جھوٹ ہے، سراب ہے۔

حسن اصل میں حسن نہیں، بلکہ چاہا جانا ہی حسن ہے، چاہنے والا ہی حسین بناتا ہے۔

☆☆☆

بولنے والے کا سوز الفاظ میں سوز پیدا کرتا ہے۔

جن آنکھوں نے حضورؐ کو دیکھا ہو ان آنکھوں کو دیکھنا بس بڑی بات ہے۔

وہ نیکی بھی کیا نیکی ہے جس کا نصیب انجام بد ہو، اور وہ بدی بھی کیا بدی ہے جس کے نصیب میں نیک انجام ہو۔

وہ گناہ جس میں کوئی انسان کبھی گواہ نہ ہو، اکثر معاف ہو جاتا ہے۔

جس شخص کے انجام کا تمہیں پتا نہ ہو۔اس کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ نہ کرو۔

لوگوں کے لئے رحمت بن جاؤ تمہیں رحمت اللعالمینؐ کی رحمت کا سایہ ملے گا۔

باخبر آدمی پریشان نہیں ہوتا۔

نیت کا انتشار مستقبل کے لئے خدشہ ہو سکتا ہے۔

☆☆☆

ہم جس انسان کو سچا مان لیں، اس کا فرمایا ہوا ہر لفظ سچا ہے۔

☆☆☆

لوگوں کے عیب چھپاؤ گے تو اللہ تمہارے عیب چھپائے گا۔

جب عظمت کا زمانہ آتا ہے تو اچھائی میں عظمت آتی ہے۔اور اس کے مقابل میں برائی میں بھی عظمت آتی ہے۔مثلاً حضور تشریف لائے،اور اس وقت ابو جہل بھی آیا۔

☆☆☆

آج کے مسلمان کا المیہ ہے کہ اسے خدا سے زیادہ غریب ہونے کا ڈر ہے۔

☆☆☆

دوسرے کی خامی تیسرے کو بتانا غیبت ہے۔

☆☆☆

انسان، انسان ہو کر بھی اللہ کی مرضی پر نہیں چلتا، اور چاہتا یہ ہے کہ وہ اللہ، اللہ ہونے کے باوصف انسان کی مرضی پر چلے۔

ضرورت کے لئے اللہ کو پکارنے والا، دونوں حالتوں میں اللہ کو چھوڑ دیتا ہے، ضرورت پوری ہو جائے تب بھی چھوڑ دے گا۔ ضرورت پوری نہ ہو تب بھی چھوڑ دے گا۔

غصہ اعتماد کی کمی کا نام ہے۔

اعلیٰ ظرفوں کا غصہ زمانوں کو بدل دیتا ہے۔

☆☆☆

وہ، اور، تم، اکثر میں ،کو متاثر کرتے ہیں۔

☆☆☆

بدنام آدمی نیک تو بن سکتا ہے رہنما نہیں بن سکتا۔

اللہ سے محبت برائے محبت، اللہ کی عبادت برائے عبادت۔

صادق کو ماننے والا صدیق ہی تو ہے۔

مخلص وہ ہے جو تم سے زیادہ تمہارا خیال کرے۔

☆☆☆

رزق صالح نہ ہو تو سکون قلب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

☆☆☆

بیداری کی حقیقت سمجھ میں نہ آئے تو نیند کی حقیقت کیسے سمجھ میں آ سکتی ہے۔

شیر ایک طاقتور اور خونخوار درندہ ہے، خوف پیدا کرتا ہے۔ لیکن شیر کے پاؤں کا کانٹا نکالنے والے انسان کے سامنے شیر بھی سرنگوں ہو جاتا ہے۔

ننھے چراغ مل کر چراغاں بن جاتے ہیں۔

خوف موجود لمحے کا تو ہوتا ہی نہیں۔ صرف جانے والے یا آنے والے وقت کا ہوتا ہے۔

☆☆☆

وہ المیہ جو، ابھی رونما نہیں ہوا اور رونما ہو سکتا ہے۔ اندیشہ کہلاتا ہے۔

صرف خوف زدہ رہنے سے تو دشمن نہیں مرتے۔

☆☆☆

موسم بدلنے کا وقت آجائے تو وقت کا موسم بدل جاتا ہے۔

☆☆☆

سقراط کا علم جاننے والا سقراط نہیں بن سکتا کیونکہ سقراط کسی کتاب کو پڑھنے کے بعد سقراط نہیں بنا۔

☆☆☆

جوانی بدصورتوں کو بھی دیدہ زیب بنا دیتی ہے۔

☆☆☆

جس طرح مکھی شہد بناتی ہے اور جگنو روشنی رکھتا ہے۔اسی طرح دانا انسان دانائی رکھتا ہے۔دانائی کسی کوشش،عمل،یا علم کا نتیجہ نہیں۔

☆☆☆

اگر دنیا کی رونقوں میں میرے ہونے اور نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو مجھے رونقوں سے کیا حاصل۔

ظالم کا سب سے بڑا ظلم یہ ہی ہے، کہ وہ مظلوم کو ظلم سہنے اور ظلم میں رہنے کی تعلیم دے چکا ہوتا ہے۔

☆☆☆

غریب کی بیماری امیر ڈاکٹر کے لئے نوید بہار ہے۔

☆☆☆

آج کل روزگار تعلیم سے نہیں تعلقات سے نصیب ہوتا ہے۔

مستقبل ایک خواب ہے جو محتاج تعبیر ہے۔اور ماضی صرف ایک تصویر ہے۔

☆☆☆

کسی شے سے اس کی فطرت کے خلاف کام لینا ظلم ہے۔

☆☆☆

جس نے معاف کیا وہ معاف کر دیا جائے گا۔

پاکستان کو قائم رکھنے کے لئے اتنا اسلام کافی ہے جتنا قائداعظم کے پاس تھا۔

☆☆☆

ناپاک زندگی پاکیزہ خیال سے محروم رہتی ہے۔

☆☆☆

اگر بیٹا باپ کی فکر، باپ کے تخیل، اور باپ کے حسنِ خیال کا شاہد نہ ہو تو دونوں کا مابعد خطرے میں ہو سکتا ہے۔

☆☆☆

انسان کبھی راضی نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ ہمیشہ خوشی کی تلاش میں رہتا ہے۔ اور اسے کسی نہ کسی غم سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

☆☆☆

مال کی محبت حریص بناتی ہے۔ اور حریص کی جیب بھر جائے تو بھی دل خالی رہتا ہے۔

جس طرح قلی کا سامان کسی اور کا سامان ہوتا ہے۔ اس دنیا میں کچھ بھی کسی کی ملکیت نہیں۔

کسی کی یاد میں جاگنے والا کبھی بدقسمت نہیں ہو سکتا۔

☆☆☆

کثرت کی آرزو ہمیشہ دکھی کرتی ہے۔

☆☆☆

جھوٹے معاشرے میں شہرت حاصل کرنے والا سچے معاشرے میں بدنام گنا جائے گا ۔

محبت انسان کو محبوب کے سوا ہر شے سے اندھا کر دیتی ہے۔

محبوب پاس ہو تو یاد پاس نہیں ہوتی ، یاد پاس ہو تو محبوب پاس نہیں ہوتا۔

☆☆☆

شہر وہی رہتے ہیں شہری بدل جاتے ہیں۔

ڈاکٹر مریض کی جان بچاتے، بچاتے خود ہی کسی دن جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

☆☆☆

دانا کی زندگی کا علم دانائی نہیں، بلکہ دانا کی زندگی کا عمل دانائی ہے۔

☆☆☆

دولت لوبھ پیدا کرتی ہے۔ اور لوبھ خوف پیدا کرتا ہے۔

صحت خراب ہو تو کوئی موسم بھی خوشگوار نہیں۔ اور صحت خوشگوار ہو تو کوئی موسم بھی خراب نہیں۔

جو انسان دوسروں کو خوف زدہ کرتا ہے، وہ خود خوف میں مبتلا رہتا ہے۔

☆☆☆

عمل، عمل کے تابع نہ ہو تو علم، علم کے مطابق نہیں رہتا۔

برے انسان کو ہر وقت برائی کا موقع مل جاتا ہے۔ اچھے کو اچھائی میسر آ ہی جاتی ہے۔

غریبوں کی حالت بدلنے کا دعوی کرنے والے خود غریبی کے ذائقے سے نا آشنا ہوتے ہیں۔

مقربین حق حاصل کی بجائے ایثار کو اپنا شعار بناتے ہیں۔

جس پر اللہ مہربان ہو اسے حضور کا قرب ملتا ہے۔

زندگی موت کے تعاقب میں ہے۔ اور موت زندگی کے پیچھے آ رہی ہے۔ جب تک دونوں میں سے ایک ختم نہیں ہوتا یہ کھیل جاری رہتا ہے۔

☆☆☆

اللہ کی تلاش انسان کو کسی انسان ہی کے پاس تو لے جاتی ہے۔

ہم جسے برداشت نہیں کرتے اس کو بھی تو اللہ نے پیدا فرمایا ہے۔

ابلیس اللہ کے مقابلے میں ایک مساوی اور مخالف طاقت نہیں بلکہ اللہ کی مخلوق میں ایک باغی اور منکر طاقت ہے۔

☆☆☆

محبوب کے ملتے ہی زندگی نثر سے نظم میں داخل ہو جاتی ہے۔

☆☆☆

کوئی دنیاوی طاقت ہمیشہ طاقت ور نہیں رہ سکتی۔

☆☆☆

آج کے انسان کو موت سے زیادہ غریبی کا ڈر ہے۔

☆☆☆

چاندنی ہو تو چاند نہیں ملتا، چاند ملے تو چاندنی نہیں ملتی۔

نئی خواہش نئے اندیشے پیدا کرتی ہے۔

☆☆☆

اللہ کی رضا پر اپنی رضا کو نثار کر دینا قربِ حق ہے۔

☆☆☆

زندگی ایسا لطیف منظر ہے۔ جو تبصرے اور تنقید کو برداشت نہیں کر سکتا۔

اگر صرف عبادت اللہ کے تقرب کا ذریعہ ہوتی تو انسان پر زندگی کے دیگر فرائض عائد نہ کیے جاتے۔

☆☆☆

اللہ کی مخلوق کو ناپسند کرنا اللہ کی محبت سے محروم ہونے کی دلیل ہے۔

☆☆☆

جس دیس میں ہمارا کوئی محبوب نہ ہو اس دیس سے محبت ہو ہی نہیں سکتی۔

ابلیس اس لئے بھی مردود ہوا کہ اس کا معبود تو تھا محبوب کوئی نہ تھا۔

دولت کی محبت غریبی کا ڈر پیدا کرتی ہے۔

☆☆☆

جس بات سے قوم میں وحدت عمل پیدا نہ ہو وہ اسلام تو نہیں ہو سکتا۔

☆☆☆

جس معاشرے میں مظلوم اور محروم نہ ہوں وہ ہی معاشرہ فلاحی ہے۔

پست خیال انسان آکاس بیل کی طرح خود پھیلتا ہے۔اور دوسروں کو پھیلنے سے روکتا ہے۔

لوگ ملازمتوں سے ریٹائر ہو کر ان ہی مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔جن کے علاج کے لئے ملازمت کی تھی۔اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد پھر کسی ملازمت کی تلاش ہوتی ہے۔

قوموں کی تباہی کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ان سے نالہ نیم شب چھن جائے۔

دشمن وہ ہے جو تم سے تمہاری خوبیاں بیان کرے اور لوگوں سے تمہاری خامیاں۔

☆☆☆

جھوٹے کو سچی بات نہ بتانا۔ اور سچے کے سامنے جھوٹ نہ بولنا۔

انسان اتنا اشرف ہے کہ اسے اللہ کا ارادہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

تمہاری جو حالت تنہائی میں ہوتی ہے وہ ہی حالت قبر میں ہو گی۔

☆☆☆

دوست وہ ہے جو تم سے تمہاری خامیاں بیان کرے اور لوگوں سے تمہاری خوبیاں۔

اگر تمہیں یہ کہا جائے کہ تمہیں دنیا میں کسی اور صورت میں بھیجا جا سکتا ہے۔ تو جس صورت میں آنا پسند کرو وہ تمہارا دوست ہے۔

☆☆☆

فرقہ پرست حق پرست نہیں ہو سکتا۔

☆☆☆

اسلام کے شجر کو اتنے پیوند لگائے جا چکے ہیں۔ کہ اس کا اصل رنگ دب کر رہ گیا ہے۔

اگر تمہیں یہ اختیار دیا جائے، کہ ساری کائنات ختم ہونے والی ہے۔اور ایک انسان نے بچنا ہے تو جس انسان کو تم بچانا پسند کرو وہ تمہارا دوست ہو گا۔

جنت بھی انسان کو تسکین نہیں دے سکتی اگر اس میں کوئی ساتھی نہ ہو۔

☆☆☆

ہماری خوشیاں شرکت دوست سے دوبالا ہوتی ہیں۔اور ہمارے غم غمگسار کے تقرب سے کم ہوتے ہیں۔

وہ انسان جس نے رفیق سے وفا نہ کی، کسی سے وفا نہیں کرسکتا، نہ دین سے، نہ خدا سے، نہ خود اپنے آپ سے۔

سات رنگوں کے جلوے دراصل سفید رنگ کے دل فریب روپ ہیں۔ کثرت اس وقت تک سمجھ میں نہیں آتی، جب تک وحدت آشنائی نہ ہو۔

سب انسانوں میں یکساں آنسو ہیں۔اور یہ ہی رشتہ انسانوں کا انسانوں کے ساتھ ہے۔

☆☆☆

دنیا میں کوئی راز ہمیشہ راز نہیں رہا۔

☆☆☆

سامع کا شوق ہی خاموشی کو گویائی عطا کرتا ہے۔

انتظار وصال کی آرزو میں فراق سے گزرنے کا تجربہ ہے اور یہ تجربہ اشکوں سے تحریر ہوتا ہے۔

☆☆☆

غلام کو غلامی پسند نہ ہو تو کوئی آقا پیدا نہیں ہو سکتا۔

☆☆☆

نیازمندی ہی بے نیازی کا ثبوت ہے۔

☆☆☆

سب سے بری آواز گدھے کی ہے۔اور سب سے پیاری آواز سب سے پیارے انسان ؐ کی ہے۔

☆☆☆

انسان کا رزق اس کے اپنے وجود کے کسی حصے میں پوشیدہ ہوتا ہے۔اس صلاحیت کو دریافت کرنا ہی انسان کا فرض ہے۔

☆☆☆

رشوت کے مال پر پلنے والی اولاد لازمی طور پر باغی ہو گی۔، بے ادب ہو گی، گستاخ ہو گی۔

☆☆☆

باطل کوئی نئی دنیا نہیں۔اسی دنیا کا نیا شعور ہے۔

پہاڑوں سے نکلنے والے دریا خود سمندر کے لئے پیاسے ہوتے ہیں۔اور یہ کناروں کی پیاس بجھاتے ہوئے اپنے محبوب ساگر سے واصل ہو کر اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔

یار جلوہ بن کر دل سے گزرتا ہے۔اور آنسو بن کر آنکھ سے ٹپکتا ہے۔

صبر کا خیال ہی اس بات کی دلیل ہے کہ انسان جو چاہتا ہے وہ اسے ملا نہیں۔

جب کسی قوم یا فرد کا دعا سے اعتماد اٹھ جائے تو آنے والا وقت مصیبت کا زمانہ ہوتا ہے۔

☆☆☆

کوئی چہرہ بیماری دے جاتا ہے۔اور کوئی چہرہ شفا عطا فرما جاتا ہے۔

☆☆☆

اختلاف کو اعلیٰ ظرفی اور خندہ پیشانی سے برداشت کرنا بقائے حیات اور بقائے اختیار کا ثبوت ہے۔

خالق مخالف کو تباہ نہیں کرتا، مخلوق مخالف کو تباہ کرنا چاہتی ہے۔ یہی خالق اور مخلوق میں فرق ہے۔

بخیل اپنے مال میں سے کسی کو کچھ نہیں دیتا۔ وہ ایسا سورج ہے، جس کی روشنی نہیں، ایسا دریا ہے جس میں پانی نہیں۔

گرمیٔ بازار نیرنگیٔ اشیاء کے باعث ہے۔

ناپختہ عقیدہ چھوٹے برتن کی طرح جلد گرم ہو جاتا ہے۔ سب سے قوی عقیدہ اس ذات گرامیؐ کا ہے۔ جو کائنات کے ہر انسان کے لئے رحمت کی پیامبر ہے۔

ہماری آدھی تقدیر ہمارے اعمال میں ہے اور آدھی ان لوگوں کے اعمال میں جو ہم سے وابستہ ہے۔

ماضی میرا مقدر ہے، حال فیصلے کا لمحہ ہے، مستقبل امکانات کا خزانہ ہے

چراغ کو آندھی اور طوفان سے تو بچایا جا سکتا ہے۔لیکن چراغ کے اندر ہی سے تیل ختم ہو جاتا ہے۔

جو ٹل جائے وہ مقدر نہیں اندیشہ ہے۔

دریا کو سمندر کی لگن ہے اور سمندر کو دریا بننے کی خواہش مضطرب کر رہی ہے۔

عرق گلاب یا گلقند کے لئے گلاب تلاش کرنے والا ضرورت مند کہلائے گا۔

☆☆☆

کسی جھوٹے انسان نے کبھی کسی صادق کی خواہش نہیں کی۔

ہم جس شے کے انتظار میں ہیں، وہ ہی ہماری عاقبت ہے۔

گلاب کو تلاش کرنے والا، خوشبو کا مسافر، بوئے گُل کو منزلِ دل کا مقام سمجھتا ہے۔

سیاست میں اختلافِ رائے بقائے سیاست ہے۔ مخالف رائے کو تباہ کرنے کی آرزو کرنے والا دور عارضی ہوتا ہے۔

ایک گھر میں پیدا ہونے والے، اور ایک چھت کے نیچے پرورش پانے والے ایک انداز فکر نہیں رکھتے۔

گدھ کی آنکھ مردار انسان کے علاوہ کچھ اور دیکھنے سے قاصر ہے۔

☆☆☆

کوئی شخص پیدا نہیں ہوتا جب تک اس کے ہمراہ اس کا مقدر نہ پیدا ہو۔

☆☆☆

تقدیر مزاج پیدا کرتی ہے، یہ مزاج خواہش پیدا کرتا ہے۔خواہش عمل پیدا کرتی ہے ۔اور عمل ایک نتیجہ پیدا کرتا ہے۔نتیجہ تقدیر ہوتا ہے۔

اگر اعمال یہودیوں کے سے ہوں، اور عبادت مسلمانوں کی سی ہو تو نتیجہ کیا ہو گا۔؟

ہم نے محمود و ایاز کے درجے قائم رکھ کر عبادت ادا کی ، اس لئے عبادت کی برکت زندگی میں شامل نہ ہو سکی۔

یتیم کا مال چھین کر حج کرنے والا ظالم، حج کے ثواب سے محروم رہے گا۔

تقریباً ہر فرقے کے پاس ہر دوسرے فرقے کے لئے فتویٰ کفر موجود ہے۔

جس کو زندگی میں کوئی سچا اور سُچا دوست نہ ملا ہو، اس جھوٹے انسان نے اپنی بدبختی کے بارے میں اور کیا کہنا ہے۔

مسلمانوں کا حج مسلمانوں کے لئے وہ نتیجہ پیدا نہیں کر رہا، اس لئے کہ حج کے موقع پر خرید و فرخت اس مال کی ہوتی ہے، جو یہودیوں کا بنا ہوا ہے۔

☆☆☆

بداعتماد انسان نہ کسی کا رفیق ہوتا ہے، نہ اس کا کوئی حبیب ہوتا ہے۔

آج کا انسان صرف دولت کو خوش نصیبی سمجھتا ہے اور یہ ہی اس کی بدنصیبی کا ثبوت ہے۔

خوراک کی بجائے دوائی کھانے والا انسان کیا ترقی کرے گا۔

☆☆☆

جس انسان کا ملک میں کوئی دوست نہیں۔ وہ ملک سے دوستی نہیں کرسکتا۔

☆☆☆

آسمانوں کی راہ ڈھونڈنے والا انسان دل کی دنیا ویران کرچکا ہے۔

☆☆☆

دراصل تقدیر نہیں بدلتی، جو بدل جائے وہ تقدیر نہیں۔

☆☆☆

کوشش بامقصد ہونی چاہیے۔ایسی کوشش کہ زندگی بھی آسان ہو اور موت بھی آسان ہو۔

☆☆☆

کنجوس اپنی دولت کے استعمال سے محروم ہے۔وہ کسی کے مال کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔

☆☆☆

کچھ چیزوں کے بارے بہت کچھ جاننا ممکن ہے۔ بہت سی چیزوں کے بارے میں کچھ ، کچھ جاننا ممکن ہے۔ سب چیزوں کے بارے سب کچھ جاننا ناممکن ہے۔

علم اور عمل کے فرق سے اضطراب پیدا ہوتا ہے۔

☆☆☆

سکون کی خاطر سفر کرنے والا سکون حاصل نہیں کرسکتا۔ سفر میں سکون کہاں۔ سکون کی تلاش، اپنے حالات، اپنے ماحول اور اپنی زندگی سے بیزاری کا اعلان ہے۔

نقطہ نظر واضع کرنے کا حق تو ہے۔ دوسروں کو قتل کرنے کا حق نہیں۔

جو انسان اللہ کے جتنا قریب ہوگا۔ اتنا ہی انسانوں کے قریب ہوگا۔

خوشی بیٹی کی طرح گھر میں پلتی ہے اور جب جوان ہو جائے تو رخصت کردی جاتی ہے ۔

جب آنکھ بند ہو جائے تو آنکھ کھلے گی۔

☆☆☆

عمر پردیس میں گزر جاتی ہے۔ اور امید یہ ہے کہ دیس میں رہائش باعزت ہو۔

☆☆☆

عقل اور نصیب نہ ہو تو عمل جہالت ہے۔

☆☆☆

حکومت کرنے کی خواہش کا غلام بڑی ابتلاء میں ہوتا ہے۔

بڑھاپے کے مسائل دراصل ایک ہی مسئلے کے مختلف حصے ہیں۔اور بوڑھے آدمی کا سب سے بڑا مسئلہ صحت ہے۔

جس ہیر کو وارث شاہ مل گیا،وہ ہیر گمنامی کے اندھیرے سے ایسی نکلی،کہ ادب کے آسمان پر آفتاب و ماہتاب بن کے طلوع ہوئی۔

نیند زندگی کے دسترخوان کی سب سے اہم، سب سے لذیذ اور سب سے میٹھی ڈش ہے
۔

☆☆☆

ہماری ساٹھ سال کی اوسط زندگی میں بیس سال تو نیند کے حوالے ہو جاتے ہیں۔

☆☆☆

یہ وقت کسی اور وقت کے لئے محنت کا زمانہ ہے۔

اتنا پھیلو کہ سمٹنا مشکل نہ ہو، اتنا حاصل کرو کہ چھوڑنا مشکل نہ ہو۔

☆☆☆

سکون قلب آسائشوں کے حصول سے نہیں، اصلاح ایمان سے ہوگا۔

☆☆☆

ہم شکم کو دل پر ترجیح دیتے ہیں۔ سکون کیسے ملے۔

اللہ کی اطاعت نہ کرنے سے ہمیں بڑی، بڑی اطاعتیں کرنی پڑتی ہیں۔

بے خوف غریب دولت کے طاقتور صنم کدے کا ابراہیم ہے۔

انسان اللہ کو بہت پیارے ہوتے ہیں ان سے پیار کرنا چاہیے۔تاکہ اللہ عزت عطا فرمائے۔

☆☆☆

آج کی بین الاقوامیت نے دیس کے تصور کو ویسے ہی رد کر دیا ہے۔لہذا ہم کسی ایک دیس کے شہری نہیں رہے۔

دولت کی تمنا دلبروں کو دور کر دیتی ہے۔انسان غریبی کا لقمہ نہیں کھاتا۔اور جدائی کا زہر کھالیتا ہے۔

ہم سے کوئی ہماری عمر پوچھے تو ہم گزری ہوئی عمر بتاتے ہیں، حالانکہ ہماری اصل عمر تو وہ ہے۔جو باقی ہے۔

یکساں عبادت یکساں نتیجہ پیدا نہیں کرتی۔ ہر نمازی نیک نہیں ہوتا۔ نیت بدل جائے تو نیک عمل نہیں رہتا۔

آج اگر کسی کو غریبی اور پیغمبری اکٹھی مل جائے تو وہ پیغمبری سے استعفا دے دے۔

☆☆☆

ہم شکم کو دل پر ترجیح دیتے ہیں، سکون کیسے ملے۔

ساری کائنات بھی اگر مخالف ہو جائے تو اللہ اور اللہ والوں کو فرق نہیں پڑ سکتا۔

درست عقیدے والا نادرست عقائد کو محبت سے بدل دیتا ہے۔نفرت اور غصہ عقیدوں کی اصلاح نہیں کر سکتے۔

ہماری لب بندی سے گویائی پیدا ہوتی ہے۔اور گویائی سے لب بندی بلکہ نظر بندی پیدا ہوتی ہے۔

☆☆☆

دولت زندگی کے لئے ہے، لیکن آج کے انسان کی زندگی صرف دولت کے لئے ہے۔

صبر کا مقام اس وقت آتا ہے، جب انسان کو یہ یقین آجائے کہ اس کی زندگی میں اس کے عمل اور اس کے ارادے کے ساتھ ساتھ کسی اور کا عمل اور کسی اور کا ارادہ بھی شامل ہے۔

ہم اور ہماری زندگی ایک اور ذات کے ارادے کے تابع ہیں۔ اور وہ ذات مطلق ہے

۔

☆☆☆

گناہ اور ظلم انسان سے دعا کا حق چھین لیتے ہیں۔

☆☆☆

زندگی کے بہتے ہوئے دریا میں انسانی چہرے حباب کی صورت ابھرتے اور ڈوبتے رہتے ہیں۔

☆☆☆

کتابوں کا مطالعہ ایک اعلیٰ مصروفیت ہے۔لیکن کتاب زندگی نہیں ہے۔زندگی آنکھوں کے سامنے سے گزر رہی ہے۔

نظارہ علم کا نہیں نظر کا محتاج ہے۔

ہر عارف عالم ہوتا ہے، اور ضروری نہیں کہ ہر عالم عارف بھی ہو۔

☆☆☆

بد علمی سے بے علمی ہی بہتر ہے۔

☆☆☆

مغربی تعلیم اسلامی نتیجہ کیسے پیدا کرے گی۔

☆☆☆

تکلیف کمی سے ہوتی ہے اور اضطراب کوتاہی سے پیدا ہوتا ہے۔

☆☆☆

ذکرالٰہی ہر اس عمل کو کہیں گے جس کا مدعا رضائے الٰہی ہو۔

☆☆☆

زندگی میں مختلف نظریات کا ہونا زندگی کا حسن ہے۔

☆☆☆

کمزور عقیدہ الجھتا ہے لڑتا ہے جھگڑتا ہے۔لیکن طاقتور اور صحت مند عقائد دوسرے عقائد کو اس طرح ملاتے ہیں۔جیسے سمندر دریاؤں کو اپنے اندر سمیٹتا ہے۔

☆☆☆

ہمیں تحمل سے دوسرے کے نقطہ نظر کو سننا چاہیے۔اور اس کی خامی کی اصلاح کرنی چاہیے۔

☆☆☆

دنیا میں خوشی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک ہم دوسروں کو خوش نہ کریں۔

لوگوں کو مرعوب اور متاثر کرنے کی آرزو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اور وہ لوگوں کو نہ مرعوب کر سکتا ہے نہ متاثر۔

ہم شاید جانتے نہیں کہ ہمارے فیصلوں کے اوپر ایک اور فیصلہ نافذ ہو جایا کرتا ہے۔ یہ وقت کا فیصلہ ہوتا ہے۔

رات انسان کا لباس ہے۔انسان پر تیرگی کا لباس ہر لباس کو یکساں کر دیتا ہے۔

☆☆☆

ہم زندگی کا سفر تنہا شروع کرتے ہیں۔نہ کوئی ہمارے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور نہ کوئی ہمارے ساتھ مرتا ہے۔

☆☆☆

رفاقتوں سے محروم انسان بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ہر پرانی تہذیب اپنے زمانے میں نئی تھی۔اور ہر نئی تہذیب آنے والے دور کی پرانی تہذیب ہے۔

ہر عمل اپنے نتیجے کے انتظار میں ہوتا ہے۔

☆☆☆

کامیاب انجینئر، کامیاب ڈاکٹر اور کامیاب وکیل کی زندگیوں میں بڑا فرق ہے۔

ایک ہی دفتر میں تمام لوگ ایک جیسا ہی عمل کرتے ہیں۔ ایک جیسے اوقات میں حاضر ہوتے ہیں اور نتیجے مختلف ہوتے ہیں۔

اس عمل کو تلاش کیا جائے جو ہمیں بھی پسند ہو اور ہمارے مالک کو بھی۔

شہرت ایک مستقل ابتلاء ہے جہاں انسانوں کی خوبیاں مشہور ہوتی ہیں۔ وہاں ان کی خامیاں بھی مشہور ہونے لگ جاتی ہیں۔

مہلک مرض وہ ہوتا ہے جس کا انجام موت ہو۔ اور یہ مرض زندگی کا مرض ہے۔

اگر جوانی حدود اور حفاظت میں رہے تو بڑھاپا فاصلے پر ہی رہتا ہے۔

☆☆☆

انسان جب ظلم کرتا ہے تو اس کی سزا یہ ملتی ہے کہ وہ نیند میں مضطرب رہتا ہے۔

اگر انسان وقت ہو جائے تو ہمیشہ رہے گا۔ اگر وقت انسان ہو جائے تو باقی نہ رہے گا۔

طاقت کا کثرت سے استعمال طاقت کو کمزور کر دیتا ہے۔

غیر ملک جانے والوں کے عزیزان کے انتظار میں یہاں پردیسی ہیں، وہ وہاں پردیسی۔

☆☆☆

ہم انگریزی زبان سے نجات حاصل نہیں کر سکے، اور ہم سندھی بلوچی، پشتو سے نا آشنا۔۔ بھائی کی زبان سے بے خبر۔ دوسرے ممالک کی زبانیں بولتے ہیں۔ اور بھائی، بھائی کی زبان سے آشنا نہ ہو تو بھائی چارہ کیسے پیدا ہو۔

قرآن بیان کرنے والے اور قرآن سننے والے اگر متقی نہ ہوں، تو قرآن فہمی سے وہ نتائج کبھی نہیں پیدا ہونگے، جو قرآن کا منشا ہیں۔

اچھا امیر بہت اچھا ہوتا ہے، برا غریب بہت برا، اچھا امیر وہ ہے جو اپنے مال سے محروم بھائی کی خدمت کرے۔ برا غریب وہ ہے جو دوسروں کے مال کو باطل طریقے سے حاصل کرنا چاہے۔

☆☆☆

جہاں انسان کا علم، عقل اور عمل ساتھ نہ دیں۔ وہاں مجبوری کا احساس اسے صبر کے دامن کا آسرا تلاش کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

☆☆☆

دعا یہ مانگنی چاہیے، کہ اتنا کرم نہ ہو کہ ہم اس کی یاد سے غافل ہو جائیں۔ اور اتنا ستم نہ ہو کہ ہم اس کی رحمت سے مایوس ہو جائیں۔

☆☆☆

ہر چہرے کی ایک صفت ہے اور ہر صفت کا ایک چہرہ ہے۔

انسانی حافظے کا یہ عالم ہے کہ انسان کو پرانے چہرے تو یاد رہتے ہیں، پرانے دوستوں کے نام بھول جاتے ہیں۔

☆☆☆

علم کا مخرج نگاہ ہے۔اور اس کا مدفن کتاب۔

جس زمانے میں انسان کو اپنی ضروریات کے حصول کے لئے دعا کے علاوہ کوئی چارہ میسر نہ ہو وہ زمانہ اضطراب کا زمانہ ہے۔

دوستوں کی لاپرواہی دشمن کی اصل قوت ہے۔

سکون کی تلاش اپنے حالات، اپنے ماحول، اور اپنی زندگی سے بیزاری کا نام ہے۔

☆☆☆

جسے اپنے دیس میں سکون نہیں ملا اسے پردیس میں کیا اطمنیان حاصل ہوگا

☆☆☆

عقائد و نظریات پر اتنی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ کہ دنیا کا کسی ایک عقیدہ پر متفق ہونا مشکل ہے۔

ہر خوش کرنے والا اور خوش رہنے والا تنہائیوں میں آنسوؤں سے دل بہلاتا ہے۔

اپنے مستقبل پر یقین نہ ہو تو شب بیداری عذاب ہے۔

☆☆☆

انسان اکیلا ہے محروم ہے، اپنی خلافت ارضی سے، پہاڑ دریا، سمندر سب تقسیم ہو چکے ہیں۔ انسان کے لئے صرف آسمان ہی رہ گیا ہے۔

☆☆☆

پرانے مکان اور نئے مکان ایک ہی مکان ہیں۔

☆☆☆

انتظار کا دور اذیت کا دور ہے لیکن صاحب انتظار کو اس دور میں عجیب لذت سے آشنائی ہوتی ہے۔

☆☆☆

ہر کامیاب آدمی دوسرے کو ناکام سمجھتا ہے اور یہی اس کی ناکامی کی دلیل ہے۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ ناعاقبت اندیشی میں ہمارا عمل اس بڑھیا کی طرح ہو، جس نے راتوں کو جاگ، جاگ کر سوت کاتا اور انجام کار خود ہی الجھا دیا۔

لوگ فوری نتیجوں پر غور کرتے ہیں۔ اور اسطرح انتہائی نتائج سے بے خبر رہتے ہیں۔

ایک معمولی انسان کا گناہ معمولی ہے، لیکن ایک مشہور کا گناہ ایک مشہور گناہ ہوتا ہے۔

☆☆☆

بڑھاپا دراصل شعور کی جوانی ہے۔

☆☆☆

عالم بیداری ایک خواب کا عالم ہے۔اور یہ خواب کی طرح ہی گزر جاتا ہے۔

☆☆☆

والدین کی طاقت کا آخری استعمال یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی اولاد سے کہیں کہ ہم آپ کے والدین ہیں۔

☆☆☆

انسان گھر سے نکلے تو پردیسی ہو جاتا ہے۔ساٹھ کلومیٹر کے بعد زبان کا لہجہ ڈکشن بدل جاتے ہیں۔

اگر مساجد میں عبادت جاری رہے اور اہلِ محلّہ کی معاشرتی زندگی میں اصلاح کا عمل پیدا نہیں ہوتا، ایسی عبادت قابلِ غور ہے۔

☆☆☆

اگر غلطی سے کوئی غلط فیصلہ بھی ہو جائے تو اس کی ذمہ داری سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

☆☆☆

رات کی تنہائی میں انسان کی آنکھ سے ٹپکنے والے آنسو زمانے بدل دیتے ہیں۔طوفانوں کے رخ موڑ دیتے ہیں۔

☆☆☆

قوموں کے لئے ممالک ہیں لیکن انسان کے لئے کوئی خط نہیں۔

☆☆☆

ہم یادیں لے کر چلتے ہیں۔ اور یادیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

☆☆☆

ہم جن کو رخصت کرتے ہیں وہ ہی تو ہمارا استقبال کریں گے۔

☆☆☆

آرزو ممکن ہو یا ناممکن، انتظار، آرزو کا مقدر ہے۔

اچھے مقصد کی محنت اگر ناکام رہے تو بھی کامیاب ہے۔

دنیا دار جس مقام پر بیزار ہوتا ہے، مومن اس مقام پر صبر کرتا ہے۔ اور مومن جس مقام پر صبر کرتا ہے، مقرب اس مقام پر شکر کرتا ہے۔ کیونکہ یہی مقام وصال حق کا مقام ہے۔

جس کو محنت میں خوشی محسوس ہو، وہ صلاحیت والا ہوتا ہے۔

جاگنے والے زندہ ہوں تو سونے والوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

☆☆☆

جاگنے والے نہ رہیں تو سونے والے بھی نہ رہیں گے۔

☆☆☆

گڈریا سو جائے تو بھیڑیے ریوڑ کھا جاتے ہیں۔

نیند کو غفلت نہ بننے دیا جائے تو یہ راحت جان ہے قرار جسم اور سکون دل ہے۔

نیند اپنی حد سے نکل جائے تو عذاب ہے، بیماری ہے، نیند غائب ہو جائے تو بھی مصیبت ہے۔

جو جس کا خیال ہے وہ ہی اس کا حال ہے۔

پچاس سال میں بھرا ہوا شہر اپنے موجود آدمیوں سے بالکل خالی ہو جاتا ہے۔

جس کی بات جتنے ابلاغ میں جائے گی اس کا گناہ، وثواب اتنا ہی زیادہ ہو جائے گا۔

☆☆☆

بادشاہ کو صرف نیک نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اہل بھی ہونا چاہیے۔

انسان زندہ ہونے کے باوجود زندگی کو نہیں سمجھ سکتا، وہ مرے بغیر موت کو کیسے سمجھ سکتا ہے۔

جس کو خدا پر یقین نہ ہو اس کا دعا پر کیوں یقین ہو گا۔

☆☆☆

ماں کا چہرہ بچے کے لئے اس اجنبی دیس میں انسیت، مانوسیت، اور اپنائیت کا واحد ذریعہ ہے۔

ہم معلوم کو علم کہتے ہیں۔ حالانکہ نامعلوم اور لامعلوم بھی علم ہے۔

☆ ☆ ☆

بے حرکت زندگی نباتات کی زندگی ہے۔

☆ ☆ ☆

کسی چیز کو حاصل کرنے کی خواہش یا کسی شے سے نجات کی خواہش ہی باعث بے قراری ہے۔

مستقبل کو ماضی بنانے والے زمانے کو حال کہتے ہیں۔

کل کا غم آج کی مسرت ہے۔اور آج کی خوشی نہ جانے کب آنسو بن کر بہہ جائے۔

☆☆☆

آئینے میں ایک اصل ہے اور دوسرا عکس ہے، اور اصل عکس کا عکس ہے۔

☆☆☆

انسان فیصلہ ایک لمحے میں کرتا ہے، اور پھر اس فیصلے کا نتیجہ ساری عمر ساتھ، ساتھ رہتا ہے۔

انسان کی زندگی میں جتنے دن ہوتے ہیں۔ اتنی ہی راتیں ہوتی ہیں۔ یوں انسان کی نصف زندگی روشنی میں گزرتی ہے، اور نصف اندھیرے میں۔

آج کا انسان وقت کے وسیع و لا محدود سمندر میں ایک جزیرے کی طرح تنہا ہے۔

جس طرح سانس سفر میں ہے اسی طرح رگوں اور شریانوں میں خون مسافر ہے۔

☆☆☆

کوئی وجود ہمیشہ ایک جگہ موجود نہیں رہ سکتا۔

☆☆☆

خواہش اور حصول کے درمیانی فاصلے کو انتظار کہتے ہیں۔

☆☆☆

کامیابی ایک خوبصورت تتلی ہے، جس کے تعاقب میں انسان بہت دور نکل جاتا ہے۔

انسان پلاننگ کرتا ہے، مستقبل کی روشن مستقبل کی، لیکن جب وہ مستقبل حال بنتا ہے تو شائد اتنا روشن نہیں ہوتا،۔

انسان زندگی کے سکون کی خاطر شادی کرتا ہے۔اور شادی اس کے لئے مسائل پیدا کرتی ہے۔

جوانی اور بڑھاپا عمر کے کسی حصے کا نام نہیں ۔ یہ صرف اندازِ فکر کا نام ہیں ۔

دریا اپنا راستہ خود بناتے ہیں ۔ لیکن اس کنارے کی طرف جس پر بند نہ باندھا گیا ہو ۔

☆☆☆

جب جسم جسمانی طور پر عمل کر رہا ہوتا ہے تو خیال ، خیال کے طور پر بند ہو جاتا ہے ۔

☆☆☆

جس طرح غم دل کو کھاتا ہے۔اور دل غم کو کھاتا ہے۔اسی طرح ہم وقت کو برباد کرتے رہتے ہیں۔اور وقت ہمیں برباد کرتا رہتا ہے۔

ماضی کی یاد انسان کو جلد کی طرح ڈھانپ لیتی ہے۔اور پھر وہ کچھ بھولنے کا خیال بھی بھول جاتا ہے۔

جو حادثہ ایک دفعہ گزر جائے وہ یاد بن کے بار،بار گزرتا ہے۔

موسم گزر جاتے ہیں لیکن یاد نہیں گزرتی۔

☆☆☆

آئینہ گرد آلود ہو جائے تو گرد کے ذرات میں کئی آئینے نمودار ہو جاتے ہیں۔

☆☆☆

جو کبھی تھا اب بھی ہے، اور ہمیشہ رہے گا۔

انسان کے علم نے اسے ان یادوں میں بھی شریک کیا ہے۔ جو اس کی اپنی ذاتی نہیں۔

ہر کربلا، ایک ہی کربلا ہے۔ صداقت کا قافلہ جس مرحلے سے گزرا، ہمیشہ اسی مرحلے سے گزرتا رہا ہے۔

☆☆☆

میں اور میرے ساجدین اور منکر سجدہ سب فانی ہیں۔

☆☆☆

بعض اوقات نخلستان کے ٹھنڈے سائے مسافرت کی اذیت کی یاد سے نہیں بچا سکتے۔

☆☆☆

میرے اللہ: !ایک ایسی چیخ لگانے کی قوت دے کہ بے حسی کی قبر سے غافل مردے نیند کا کفن پھاڑ کر نکل آئیں۔اور اپنی آنکھوں سے وہ منظر دیکھیں جو دیدہ بینا کو نظر آتا ہے۔

☆☆☆

یہ عجب بات ہے کہ اسلام بہت پہلے مکمل ہو چکا،لیکن وضاحت ابھی جاری ہے۔

باتیں اور صرف باتیں عمل کے پاؤں میں بھاری زنجیریں ہیں۔

اگر آرزو گھوڑے بن جائیں تو ہر احمق شہ سوار کہلائے گا۔

انسان مسرت کدوں میں خوش نظر آتا ہے۔اور غمکدوں میں تنہا ہے۔اس کا اپنا گھر دعوتوں میں جگمگاتا ہے۔اور تنہائیوں میں ٹمٹماتا ہے۔

ہم آرام کی آرزو میں بے آرام ہو رہے ہیں۔

جو انسان اپنی ہی نگاہ میں معتبر نہ ہو، اس پر کون اعتبار کرے گا۔

مقابلہ انسان میں نفرت کا بیج بوتا ہے۔ اور مقابلے کی انتہائی شکل جنگ ہے۔

انسانی خون کا دریا بہانے والے آخر اسی دریا میں غلطاں نظر آئے۔

صحت بیماری کی زد میں ہے۔اور بیماری ڈاکٹر کے عذاب میں ہے۔

☆☆☆

ہم پر غریبی نازل ہوتی ہے تو اتنی کہ ہم اپنی زندگی سے مایوس ہو جاتے ہیں۔۔اور دولت نازل ہوتی ہے تو اتنی کہ ہم دوسروں کو زندگی سے مایوس کر دیتے ہیں۔

☆☆☆

احمق کا علاج نہیں کیونکہ یہ بیماری نہیں عذاب ہے۔

☆☆☆

ہم جو کچھ زبان سے کہتے ہیں۔دل سے اس کی نفی کر دیتے ہیں ۔اور پھر وہ ہی حال ۔۔یعنی برا حال ہوتا ہے۔

☆☆☆

اگر خوف زدہ انسان بے خوف ہو جائے تو خوف زدہ کرنے والے کی طاقت کمزور ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

انسانوں کا قتل عام کر کے ان کے خون سے اپنے چہروں کو سرخرو سمجھتے رہے ہیں۔

جس شخص کا سرمایہ وطن سے باہر ہو وہ خود کو وطن میں غریب الوطن محسوس کرے گا۔

☆☆☆

شہر بھرے کے بھرے رہتے ہیں لیکن ہر دس سال بعد چہرے تبدیل ہو جاتے ہیں۔

زمین کا انتقال کراتے، کراتے ہمارا اپنا انتقال ہو جاتا ہے۔

صبح صادق ہو یا کاذب نور کا پرتو ہے۔

☆☆☆

مسلمانوں کو عبادات کے مفہوم سے کما حقہٗ آگاہ کرنے کے لئے حضورؐ اکرم نے اپنی حیات مبارکہ میں عملی کردار ادا فرمایا۔ عبادت کے اس مفہوم میں نہ اضافے کی گنجائش ہے نہ تخفیف کی۔

دنیا میں اگر کوئی شے ناممکن ہے تو وہ ہم رنگی و یک رنگی عقیدہ ہے۔

☆☆☆

گنج مخفی آشکار نہ ہو تو گنج کیسے کہلائے۔

اللہ ایسا رازق ہے کہ بچے کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے رزق کا انتظام کر چکا ہوتا ہے۔

اہل باطن دراصل ظاہر کی اصل کو پہچانتے ہیں۔

جہاں ہمارے پسند کی چیز ہمیں میسر نہ آئے وہاں صبر کام آتا ہے
۔جہاں ہمیں ناپسندیدہ واقعات اور افراد کے ساتھ گزارنا پڑے
۔وہاں بھی صبر کام آتا ہے۔

جہاز خطرے میں ہو تو مسافروں کو دعا سکھانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

لوگ اللہ سے اس کے تقرب کے علاوہ سب کچھ مانگتے رہتے ہیں۔

☆☆☆

کسی کے احسان کو اپنا حق نہیں سمجھ لینا چاہیے۔

گناہوں کی وادیوں سے گزرنے والے انسان کو ماں باپ کے چہرے محفوظ کرتے ہیں۔

☆☆☆

اپنی لاعلمی کے احساس کا نام علم ہے۔

☆☆☆

انسان موت دیکھے تو زندگی بھول جاتی ہے۔ زندگی دیکھے تو موت یاد نہیں رہتی۔

قوت فیصلہ کی کمزوری انسان کو تذبذب میں ڈال دیتی ہے۔

☆☆☆

سکون خواہش سے نہیں نصیب سے ملتا ہے۔

☆☆☆

ہر مقام بیک وقت مشرق بھی ہے اور مغرب بھی اور کوئی مقام نہ مشرق ہے نہ مغرب۔

☆☆☆

بغاوت کامیاب ہو جائے تو انقلاب کہلاتی ہے۔اور انقلاب ناکام ہو جائے تو بغاوت کہلاتا ہے۔

☆☆☆

غم آخری خوشی کے چھن جانے کا ہی تو نام ہے۔

مشرق سے نکل کر مغرب میں ڈوب جانے والا سورج دراصل نہ کہیں سے نکلتا ہے۔نہ ڈوبتا ہے۔

کسی درخت کا کوئی پتا کسی پتے سے نہیں ملتا۔

لامکاں میں رہنے والا ہر مکاں میں موجود ہے۔ اگر موجود ہے تو لامکاں کیا ہے۔؟

☆☆☆

میں یہ دعا نہیں کرتا کہ دشمن مر جائے میں یہ دعا کرتا ہوں کہ دوست زندہ ہو جائیں۔

خواب اس وقت تک حقیقت نظر آتا ہے۔جب تک ختم نہ ہو۔

☆☆☆

ہر بیماری اپنے قریب ہی اپنا علاج رکھتی ہے۔

☆☆☆

جس بہشت میں ضرورت شجر ممنوعہ ہو۔اس بہشت سے انسان جلد ہی نکل جاتا ہے۔

☆☆☆

خوش نصیب وہ لوگ ہیں جن کو صرف ایک راستے کا سفر ملا۔ان کو کسی موڑ پر کسی دوراہے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

☆☆☆

شادی کے فیصلے کے وقت لوگ ماضی کے علم سے مستقبل کا سفر شروع کرتے ہیں۔یہیں پر فیصلہ غلطی کا شکار ہوسکتا ہے۔

☆☆☆

کسی کا کہا ہوا کسی اور کا علم ہے۔ایک کا چہرہ دوسرے کی تمنا ہے۔دل اپنا ہوتا ہے اور اس میں درد دوسروں کا ہوتا ہے۔

انسان کی کائنات تو یہ ہے کہ اس کی کمائی بھی اس کی اپنی نہیں۔

جس کی رات بیدار ہو جائے اس کا نصیب جاگ اٹھتا ہے۔

☆☆☆

دل بجھ جائے تو شہرِ تمنا کے چراغوں سے روشنی حاصل نہیں ہوتی۔

مقابلہ کرنے کی خواہش معاون سے محروم کر دیتی ہے۔

ہماری زمین خطوں، علاقوں اور ملکوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی ہے۔

آج کے انسان کا شعور بین الاقوامی ہے۔ اور مفادات قومی ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ انسان وہ نہیں جو وہ ہے۔

تنہائی بیماری بھی ہے اور عذاب بھی۔

☆☆☆

دیوتا بننے کی خواہش میں انسان، انسان ہی نہیں رہا۔

☆☆☆

انتظار اس فاصلے کا نام ہے جس کے کٹ جانے کی امید ہو۔

انسان اپنے نصیب پر راضی رہے تو اطمینان حاصل کرے گا۔ نصیب میں تقابلی جائزہ ناجائز ہے۔

☆☆☆

دل اور غم ایک دوسرے کو مل جل کر کھا رہے ہیں۔

☆☆☆

بڑے مقاصد کے لئے محنت اگر کامیاب بھی ہو جائے تو بھی ناکام ہے۔

کوشش اور مجاہدہ بہت کچھ دے سکتا ہے۔لیکن ایک گدھے کو کوئی مجاہدہ گھوڑا نہیں بنا سکتا۔

شادی اور محبت اگر الگ الگ انسان سے ہو تو ایک طرفہ عذاب ہے۔

جب انسان کو اس حقیقت کا علم ہو جائے ۔کہ وہ جن لوگوں میں مشہور ہے۔وہ لوگ جھوٹے ہیں تو یہ ناموری ایک تہمت سے کم نہیں۔

جب وقت تھا مال نہیں تھا۔ اب مال ہے وقت نہیں ہے۔

☆☆☆

جب تک انسان آنے والے زمانے کی پلاننگ کرتا ہے۔ جوان رہتا ہے۔

☆☆☆

مجبور انسان اپنے جائز حق سے دست بردار ہونا ہی اپنے حق میں بہتر سمجھتا ہے۔

☆☆☆

نیند دو مصروف اوقات کے درمیان وقفہ ہے۔

☆☆☆

وقت کے لامحدود خزانوں سے ہمیں چند محدود ایام ملتے ہیں۔ہم اس وقت کو زندگی کہتے ہیں۔

☆☆☆

چراغ صداقت آندھیوں اور اندھیروں کی یلغار میں ہمیشہ جلتا ہے۔

کربلا کسی واقعہ کا نام نہیں بلکہ کربلا ایک دائمی استعارہ ہے۔

میرے اللہ! میری دعا ہے کہ اقبال کے کلام سے مسجدِ قرطبہ کی نظم غائب ہو جائے۔ تاکہ میری یادیں احساس کی شدت و کرب سے آزاد ہو جائیں۔

غریبی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک مایوس، ایک پُرامید۔ مایوس غریب کفر کے قریب ہوتا ہے۔ اور پُرامید غریب غربت کی بدولت، اللہ کے حبیبؐ کے قریب ہوتا ہے۔

انسانوں کی کھوپڑیوں پر بیٹھ کر شاہی فرمان جاری کرنے والے ہلاکو ہمیشہ کے لئے قابل نفرت رہے۔

طاقتور شے جس شے کو خوف زدہ کرتی ہے۔دراصل خود اس سے خائف ہوتی ہے۔

غور سے دیکھا جائے تو کرائے کے مکان میں رہنے والا ساری عمر خود کو پردیسی سمجھتا ہے۔

اگر سانس لینا فرض ہے تو سانس کی حفاظت عبادت ہے۔

☆☆☆

اختلاف کو اعلیٰ ظرفی اور خندہ پیشانی سے برداشت کرنا بقائے حیات ہے۔

ہم خلاؤں میں نہیں رہتے اگر خلاؤں میں بھی رہنے لگیں تو رابطہ کنٹرول ٹاور ہی سے رہے گا۔

گلاب، گلاب ہے عمل کرے یا نہ کرے۔ کانٹا، کانٹا ہی رہے گا چاہے کتنی ہی محنت کرے۔

نیکی کے سفر میں جہاں بھی آخری سانس آئے۔ وہ ہی منزل ہے۔

☆☆☆

جھوٹے معاشرے میں عزت دراصل بدنامی ہے۔

ہر نامور کسی نہ کسی طبقے میں بدنام کہلایا جاتا ہے۔درویش دنیا داروں میں پسندیدہ نہیں ہوتا۔اور دنیا دار درویشوں میں ناپسندید رہتا ہے۔سورج کی روشنی کو چمگادڑ، الو، اور ڈاکو ناپسند کرتے ہیں۔

مرتبہ، مقام، اور دولت انسان کو گھن کی طرح کھائے جا رہی ہے۔

☆☆☆

انسان تو خدا کی بھی عزت نہیں کرتے۔حاکم کی کیا پرواہ کریں گے۔

☆☆☆

آج کے سکالر کی اذیت یہ ہی ہے کہ وہ فطرت سے کٹ کر علم حاصل کرنا چاہتا ہے۔

☆☆☆

وارث شاہ نے پنجابی زبان کا ایم۔اے نہیں کیا،لیکن اس کے بغیر پنجابی کا ایم۔اے نہیں ہوگا۔

کوئی زندگی ایسی نہیں جو اپنی آرزو اپنی حاصل میں مکمل ہو،کبھی آرزو بڑھ جاتی ہے۔کبھی حاصل کم رہ جاتا ہے۔

جہاں دعا مانگنے والا ہے وہیں دعا منظور کرنے والا ہے۔

انسان اکثر ان چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ جو اس کے لئے نقصان دہ ہیں۔ اور اکثر ان چیزوں کو ناپسند کرتا ہے۔ جو اس کے لئے مفید ہیں۔

☆☆☆

کوئی چہرہ بیماری دے جاتا ہے۔ اور کوئی چہرہ شفا عطا فرما جاتا ہے۔

☆☆☆

جتنا معلوم زیادہ ہوگا اتنا ہی احساس لاعلمی زیادہ ہوگا۔

جن لوگوں کی کتابیں یونیورسٹی میں پڑھائی جاتی ہیں وہ خود کس یونیورسٹی کے طالب علم تھے۔؟

انسان خوش ہوتا ہے کہ اس کی دولت بڑھتی جا رہی ہے۔ اور وہ بھول جاتا ہے کہ اس کی عمر گھٹتی جا رہی ہے۔

اضطراب کو مایوسی نہ بننے دیا جائے تو انسان بدلے ہوئے حالات سے گھبراتا نہیں۔

آج کے انسان کے ضروریات کے پاؤں اس کی وسائل کی چادر سے باہر ہیں۔

☆ ☆ ☆

دشمنانِ اسلام متحد ہیں اور مسلمان متحد نہیں۔

صرف بزرگوں کی یاد منانے سے بزرگوں کا فیض نہیں ملتا۔ بزرگوں کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے سے بات بنتی ہے۔

☆☆☆

ذکرِ بہار تو فصلِ بہار نہیں۔

☆☆☆

دریا کا مقصد اگر وصالِ بحر ہے تو یہ منزل صرف سمندر کے نام کا وظیفہ پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتی۔

☆☆☆

میر کارواں وہ ہی ہے جو افرادِ کارواں میں یک جہتی، یک سمتی، یک نظری پیدا کرے۔

☆☆☆

آج کے دور میں سکونِ قلب اس لئے مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ کہ زندگی کے تقاضوں اور مذہب کے تقاضوں میں فرق آ گیا ہے۔

☆☆☆

بادشاہوں نے بادشاہی چھوڑ کر درویشی تو قبول کی، لیکن کسی درویش نے درویشی چھوڑ کر بادشاہی قبول نہیں کی۔

☆☆☆

اگر چڑیا مالک کے گھر میں پنجرے کے اندر بھوک سے مر جائے تو چڑیا کا بنانے والا آسمانوں سے قہر نازل کرتا ہے۔

☆☆☆

ہمارا نظریہ اپنی جگہ درست، لیکن دوسروں کے نظریات ان کے لئے اتنے ہی مقدس اور بامعنی ہیں۔

☆☆☆

جو انسان اللہ کے جتنا قریب ہوگا۔ اتنا ہی انسانوں کے قریب ہوگا۔

پستیوں کی خدمت سے بلندی حاصل ہوتی ہے۔

جو شے زندگی میں خوشی بن کے داخل ہوتی ہے۔وہ غم بن کے رخصت ہو جاتی ہے۔

☆☆☆

دن اور رات ایک ہی سورج کے دو روپ ہیں۔

ہم جس کو یاد کر رہے ہیں ۔وہ ہی تو ہمارے پاس ہے ۔

☆☆☆

ایک غریب آدمی بھی سخی ہو سکتا ہے اگر وہ دوسروں کے مال کی تمنا چھوڑ دے ۔

☆☆☆

منزل نصیب ہو جائے تو سفر کی صعوبتیں کامیابی کا حصہ کہلاتی ہیں۔

غم کمزور فطرتوں کا راکب ہے اور طاقتور انسان کا مرکب۔

حسرت ناتمام آرزو کا نام ہے۔

اندیشہ آنے والے زمانے سے ہوتا ہے۔ اگر حال پر نگاہ رکھی جائے تو مستقبل کے اندیشے کم ہو جاتے ہیں۔

☆☆☆

دن کو لوٹنے والا اگر رات کو آرام سے سو جائے۔ تو رہزن کے لئے دعا کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے۔

☆☆☆

خوشی اور غم موسموں کی طرح آتے اور جاتے ہیں۔

☆☆☆

بہار دو خزاؤں کے درمیانی وقفے کا نام ہے۔ اور خزاں دو بہاروں کے درمیانی زمانے کا نام ہے۔

ہر انسان ایک طویل ماضی کی انتہا اور ایک طویل مستقبل کی ابتدا ہے۔

خواب میں خواب کو سمجھنا اتنا ہی مشکل ہے، جتنا اپنے آپ میں ڈوب جانا۔

کوئی کسی کی خوراک کی ضرورت پوری کیے بغیر اس سے خوراک کی آرزو چھین نہیں سکتا

۔

انسان وطن میں خوبصورت آستانہ بنانے کے لئے بے وطن ہونا بھی گوارہ کر لیتا ہے۔

ایک بہتر مستقبل کی آرزو حال کو بدحال کر دیتی ہے۔اور پھر مستقبل اسی حال کا حصہ بن کے رہ جاتا ہے۔

☆☆☆

عزت سماج پر رعب کا نام نہیں۔سماج کی خدمت کا نام ہے۔

☆☆☆

گرمئی بازار دوکان دار کے دم سے نہیں خریدار کی مرہون منت ہے۔

☆☆☆

آرزو کا سفر مرگ آرزو تک ہے۔ جو حاصل ہو گیا اس کی تمنا ختم ہو جاتی ہے۔ اور جو حاصل نہ ہو سکے وہ ایک حسرت ناتمام بن کر دم توڑتی ہے۔

☆☆☆

نیکی کی آرزو ناکام ہو تب بھی نیکی ہی ہے۔

وہ مسافر جسے گاڑی میں سیٹ نہ ملی، اپنے آپ کو بدنصیب سمجھتا ہے، اور جب گاڑی حادثے کا شکار ہوتی ہے تو وہی انسان اپنی خوش نصیبی پر فخر کرتا ہے۔

صحیح وقت پر مناسب فیصلہ ہی کامیاب زندگی کی ضمانت ہے۔

☆☆☆

رات کا اعجاز یہ ہے کہ آج بھی پکارنے والوں کو جواب ملتا ہے۔

قوموں کے لئے ممالک ہیں لیکن انسان کے لئے کوئی خطہ نہیں۔

☆☆☆

جب تک وفا نہ ملے تنہائی ختم نہیں ہوتی۔

☆☆☆

سانس کا سفر ختم ہو جاتا ہے آس کا سفر باقی رہتا ہے۔

☆☆☆

دماغ بتا سکتا ہے کہ یہ سب کیا ہے، لیکن دل بتاتا ہے کہ یہ سب کیوں ہے۔ اور ایمان بتاتا ہے کہ یہ سب کس نے بنایا ہے۔

☆☆☆

انتظار تاریکی میں روشنی کا سفر طے کرتا رہتا ہے۔

☆☆☆

چیونٹی صبح سے شام تک محنت کرتی ہے۔ اور اس کی کامیابی یہ ہے کہ خاک راہ سے رزق مل جائے۔

اکثر ایسے ہوتا ہے کہ محبت کامیاب ہو تو شادی کامیاب نہیں ہوتی۔

☆☆☆

قیادتوں کی کثرت قیادتوں کی عدم موجودگی کی دلیل ہے۔

☆☆☆

اگر عذاب آنے والا ہو، اور آیا نہ ہو تو یہی وقت ہے دعا کا۔

آرام کی تمنا میں انسان بے آرام ہے۔ سکون کی آرزو ہی اضطراب کا باعث ہے۔

وطن میں رہیں تو پیسہ نہیں ملتا، پیسہ ملے تو وطن نہیں ملتا۔

جوانی ہاتھ سے یوں اڑ جاتی ہے، جیسے مہندی کا رنگ، بڑھاپا آتا ہے تو بس ٹھہرنے کے لئے، ہمیشہ، ہمیشہ کے لئے۔

☆☆☆

زندگی میں جن ادیبوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ مرنے کے بعد ان کے دن منائے جاتے ہیں۔

☆☆☆

نیند انسان کو اس کی محنت کے بعد آرام پہنچاتی ہے۔ اور اسے نئی محنت کے لئے تیار کرتی ہے۔

قرآن پاک کی تفسیروں میں فرق ہے۔ نازل ہونے والی کتاب کی تفسیر بھی نازل ہونے والی ہو سکتی ہے۔ الہامی کتاب کی ذہنی تفسیر از خود غیر معتبر ہے۔

جن لوگوں نے اپنے وقت کو خوش گوار مستقبل کے لئے گزارا، وہ نہ سمجھے کہ وہ خوش گوار مستقبل کب آئے گا۔

☆☆☆

گھڑیاں بڑھ گئی ہیں۔ اور عمر گھٹ گئی ہے۔

☆☆☆

آرزو حاصل سے بڑھ جائے تو انسان غریب، حاصل آرزو سے بڑھ جائے تو امیر، حاصل اور آرزو برابر ہوں تو متوکل۔

انسان پستول کو اپنی جان کا محافظ سمجھتا ہے۔اور خود پستول کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔

انسان دولت اکٹھی کرتا رہتا ہے تا کہ غریبی سے بچ سکے۔اور پھر اس دولت کو خرچ نہیں کرتا کہ غریب نہ ہو جائے۔

ترقی خوبصورت اثاثوں کا نام نہیں، بلکہ خوبصورت احساس کا نام ہے۔

اشیا کا تقرب ہمیں افراد سے دور لے جا رہا ہے۔

اللہ کا حکم نہ مان کر ہمیں بڑے حکم ماننے پڑتے ہیں۔

انسان طاقت کی دلیل استعمال کرتا ہے اگر یہ طاقت کام نہ آئے تو وہ طاقت کی دلیل استعمال کرتا ہے۔

کسی طاقت کا منکر اس کا ابلیس کہلاتا ہے۔

استاد کا خوف طالب علم کو علم کی لگن دے سکتا ہے۔ اگر یہ خوف حد سے بڑھ جائے تو طالب علم میدان چھوڑ کر بھاگ نکلتا ہے۔

غلامی خوف کا دوسرا نام ہے۔

☆☆☆

ہم جتنے قلوب خوش کرتے ہیں ۔اتنی نیکی ہے۔اور جتنے دل زخمی کریت ہیں ۔اتنی خامی ہے۔

ملازم پیشہ انسان کا کوئی دیس نہیں، آج یہاں کل وہاں۔ان لوگوں کی زندگی کا اندازہ لگائیں کہ بیوی کہیں خود کہیں ۔

غریبی کے اندیشے سے نکل کرتم اور بڑے اندیشوں میں مبتلا ہو چکے ہو۔

☆☆☆

جب تک خیال کسی مقام پر نہ ٹھہرے ہم کسی مقام پر نہیں ٹھہر سکتے ۔

ہم لوگ عجیب حال میں ہیں۔گھر میں مادری زبان بولتے ہیں۔محفلوں میں اردو، دفتروں میں انگریزی اور عبادت عربی میں کرتے ہیں۔

وجود مٹی سے آتا ہے، مٹی کے دیس میں لوٹ جائے گا۔روح آسمان یا لامکاں سے آتی ہے۔وہ وہاں پرواز کر جائے گی۔اور پھر قرار آئے گا۔

زندگی سماجی قباحتوں میں بدستور گرفتار ہے، اور نماز بدستور ادا کی جا رہی ہے۔

☆☆☆

اندیشہ اضطراب کا ہم سفر ہے۔

☆☆☆

جب ہماری تمنا کے پاؤں حاصل کی چادر سے باہر نکل آتے ہیں۔ تو ہمیں سکون نہیں ملتا۔

ڈوبنے والے سے اس کی مدد سے پہلے اس کا عقیدہ پوچھنا ظلم ہے۔

انسان اپنی پسند کو حاصل کر لے۔یا اپنے حاصل کو پسند کر لے تو حسرت نہیں رہتی۔

نوکر پیشہ لوگ تنخواہ کے دن کا انتظار کرتے ہیں۔اور اس انتظار میں مہینہ گزارنے کے عذاب کو انتظار کہتے ہیں۔

☆☆☆

کامیابی کے دامن میں مسرتیں نہیں حسرتیں ہوتی ہیں۔

مال جمع کرنے میں انسان زندگی خرچ کر دیتا ہے۔اور آخر کار وہ دیکھتا ہے کہ اس کا دامن مال سے بھر گیا ہے۔لیکن زندگی کی متاع ختم ہو گئی ہے۔

انسان کب پیری میں داخل ہوتا ہے۔۔کب جوانی کو الوداع کہتا ہے۔۔جب اس کو بیٹا کہنے والا کوئی نہ ہو۔

☆☆☆

نیند برے انسان کے لئے اچھی ہے۔اور اچھے کے لئے بری۔

☆☆☆

ترقی یافتہ ممالک اپنی طاقت اس حد تک بڑھا چکے ہیں۔کہ ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک کی آزادی کا مفہوم ختم ہو گیا ہے۔

☆☆☆

اگر ایک عابد ڈاکٹر مریضوں کے حق میں صحیح نہیں تو اس کے لئے اس کی عبادت منفعت نہ لائے گی۔

اپنی زندگی کو کسی کا احسان سمجھنے والا، پرسکون رہتا ہے۔

بڑھاپا جوانی کے انتظار میں ہے۔اور جوانی بڑھاپے کے انتظار کا نام ہے

☆☆☆

موءدب اولاد اپنی پیری میں اپنی اولاد کو موءدب پائے گی۔

فنا اور بقا کے درمیان نیند کا علاقہ ہے۔ جہاں انسان نہیں ہوتا لیکن ہوتا ہے۔

انسان ظالم کو معاف کر سکتا ہے، لیکن اس کے ظلم کو نہیں بھول سکتا۔

مستقبل کا خیال رہے تو انسان جوان ہے اور اگر صرف ماضی کی یاد ہی باقی ہو تو انسان بوڑھا ہے۔

☆☆☆

موسم بدلتے، بدلتے آخری موسم آجاتا ہے۔ جس کے بعد کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہ آخری باب ہے زندگی کا۔

☆☆☆

اپنے استعمال میں آنے والے رزق کو مناسب استعمال کرنا بھی عبادت ہے۔

☆☆☆

اگر آج کے انسان کو دولت اور خدا میں سے ایک کو چننا پڑے تو وہ دولت کو قبول کر لے گا۔

☆☆☆

اپنی زندگی کو بے ضرر بنانا عبادت کی ابتداء اور زندگی کو منفعت بخش بنانا اس کی انتہا ہے

۔

☆☆☆

سب سے بڑی طاقت یہ ہے کہ انسان طاقت حاصل کرنے کی خواہش سے بھی آزاد ہو جائے۔

☆☆☆

فطرت کے عطیات میں سب سے بڑا عطیہ پرسکون نیند ہے۔

مسلمانوں کے پاس سب سے زیادہ دولت ہے ۔اور مسلمان ہی سب سے زیادہ غریب ہیں۔

ایک کافر اگر قرآن پڑھ لے تو مومن نہیں ہو جاتا،تقویٰ شرط ہے ہدایت کے لئے۔

☆☆☆

ماں کی دعا دشت ہستی میں سایہ ابر ہے۔

غریب کو امیر ہو جانے کی امید نے سہارا دیا ہوا ہے۔لیکن امیر کو غریب ہونے کے ڈر نے مضطرب کر رکھا ہے۔

جاہل کے سامنے خاموش نہ رہنا، اور علم والے کے سامنے مت بولنا۔

اگر خواہش اور حاصل کا فرق مٹ جائے تو سکون مل جاتا ہے۔

اصل عقیدہ ہمارا عمل ہے۔ دوسرے کا عمل اس کا عقیدہ ہے۔

اللہ سے محبت کرنے والے ہر انسان سے محبت کرتے ہیں۔

☆☆☆

اللہ کے قریب کر دینے والا غم دور کر دینے والی خوشیوں سے بدرجہا بہتر ہے۔

طاقت کا استعمال حد سے بڑھ جائے تو اطاعت کی بجائے بغاوت پیدا کر سکتا ہے۔

زبان اور لباس کی یکسانیت خیال میں یکسانیت پیدا کرتی ہے۔

☆☆☆

ہمارا اصل دیس ہمارے پاؤں کے نیچے مٹی میں ہے۔یا سر کے اوپر آسمان میں۔

☆☆☆

نماز کا مدعا صرف نماز ادا کرنا ہی نہیں، بلکہ نماز کے انداز اور مفہوم کو زندگی میں رائج کرنا ہے۔

صبر والوں کی شان نرالی ہے، ان کا ایمان قوی ہے، ان کے درجات بلند ہیں۔ ان کے جسم پر پیوند کے لباس ہیں۔ اور ان کے در پر جبرئیل جیسے غلام ہیں۔

ہم کسی کی دعا کی تاثیر ہیں۔ ہماری دعائیں کسی اور زمانے کو اثر دیں گی۔

زلزلے سے پہلے جانور اور پرندے مضطرب ہو جاتے ہیں۔

انسان کو جو چیز پسند ہے حاصل کر لے، یا پھر جو حاصل ہے اسے پسند کر لے تو سکون مل جاتا ہے۔

آرزو جب استعداد سے بڑھ جائے تو حسرت شروع ہو جاتی ہے۔

☆☆☆

انتظار ایک منہ زور گھوڑے کی طرح ہے، اگر سوار کمزور ہو تو گر کر مر جائے گا۔ اور اگر سوار شہسوار ہو تو آسودہ منزل ہوگا۔

☆☆☆

کامیاب فاتح آخر ایک قاتل ہی ہوتا ہے۔ ہلاکو یا سکندر اعظم کام ایک ہی ہوتا ہے۔ اور غالباً انجام بھی ایک ہی ہوگا۔

انسان کا یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ اس کے اپنے ہی اسے بیگانے دیس بھیج دیتے ہیں۔ اور پھر اس کی جدائی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

بڑھاپا دراصل جوانی اور جوانِ فطری سے علیحدگی کا نام ہے۔

☆☆☆

نیند عابد کو عبادت سے محروم کرتی ہے۔گناہ گار کو گناہ سے بچاتی ہے۔

☆☆☆

خوراک جسمانی طاقت کے لئے ضروری ہے،لیکن اگر خوراک کا استعمال حد سے بڑھ جائے تو صحت کی تباہی کی علامت ہے۔

☆☆☆

ہر طاقتور کے اوپر ایک طاقت مسلط ہے، جو شاید محسوس نہ ہو۔لیکن یہ اپنا کام کر رہی ہے۔

☆☆☆

آج کا انسان سکون کی خاطر آسمانوں کے دروازے کھولنے چلا گیا ہے۔لیکن اس سے دل کا دروازہ نہیں کھلتا۔

☆☆☆

جب عذاب آنے کا وقت ہو تو توبہ چھن جاتی ہے۔

☆☆☆

کسی انسان کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرو جو تم اپنے ساتھ نہیں چاہتے۔

سائنس کی ترقی کے باوجود رزق کا نظام معشیت و معاشیات، تقسیم دولت کا سارا نظام بارش کے ختم ہونے سے ختم ہو جائے گا۔

نیند زندگی کا ایک ایسا آئینہ ہے جس میں موت کا عکس دکھائی دیتا ہے۔

☆☆☆

اللہ والے خیال کے جرم یا خیال کے گناہ کو اچھا نہیں سمجھتے۔ عمل کا گناہ تو وقت کے ساتھ ویسے ہی ختم ہو جاتا ہے۔ خیال کا گناہ غفلت سے شروع ہوتا ہے اور اس کی انتہا کفر تک ہے۔

☆☆☆

اگر دو آدمی ایک دوسرے کے لئے کچھ نہیں کر سکتے یا نہیں کرنا چاہتے تو انہیں ایک دوسرے کے لئے اضافی بوجھ نہیں بننا چاہیے۔

☆☆☆

وہ پرندے جو سرد علاقوں سے گرم علاقوں کی طرف ہجرت کرتے ہیں۔ اپنے دل اور اپنی نگاہوں کی گرمی سے انڈوں کو گرم رکھتے ہیں۔ انہیں سیتے ہیں۔

خیال عادل نہ ہو تو عمل عادل نہیں ہو سکتا۔

مخبر کا انتظار کرو آپ میں سے ہی آپ کے آس پاس آپ جیسا انسان نہ جانے کب ،کہاں بولنا شروع کر دے ،سماعت متوجہ رکھو۔

☆☆☆

تاریخ کو یاد رکھنے کی بجائے تاریخ بنانے کی فکر کرنا چاہیے۔

طاقت خوف پیدا کرتی ہے، خوف نفرت پیدا کرتا ہے۔ نفرت حد سے بڑھ جائے تو بغاوت پیدا کرتی ہے۔ اور بغاوت طاقت سے ٹکرا کر اسے ختم کر دیتی ہے۔

اگر ہم تمام شعبہ ہائے حیات میں زندگی کے فرائض ادا نہ کریں اور معبود کی عبادت جاری رکھیں تو یہ منشائے عبادت نہیں۔

یتیم کا مال کھانے والا ہزار یتیم خانے بنائے، سکون نہیں پائے گا۔

سب سے زیادہ بدقسمت وہ بوڑھا ہے جس کو بڑھاپے میں گناہوں کی تمنا ہو۔

نیند کے عالم میں یہ جاننا کہ انسان نیند کے عالم میں ہے، بہت مشکل ہے۔

بڑی قومیں جب طاقت کی دھمکی دیتی ہیں۔ تو اس کا مفہوم مہذب دنیا کی مکمل تباہی کے قریب ہوتا ہے۔

خالق نے انسان کی تخلیق فرمائی۔ان کا احترام تخلیق کے حوالے سے فرض ہے۔اور دین کے حوالے سے ان کی اصلاح عبادت ہے۔

پیٹ میں آگ ہو تو دل میں سکون کہاں۔

☆☆☆

اندیشہ امید سے ٹلتا ہے۔امید رحمت پر ایمان سے حاصل ہوتی ہے۔

آرزو اور استعداد کے فرق سے حسرت پیدا ہوتی ہے۔

انسان، انسان کا مطالعہ چھوڑ کر کائنات دریافت کرنے چلا ہے۔ اور کائنات کی عظیم و لامحدود وسعتوں میں تنہائی کے سوا کیا ملے گا۔

اگر تمنا ہوس پرستی بن جائے تو انتظار عذاب ہے۔

نیند تو محنت کا حق ہے لیکن آج یہ حق دوائی کے بغیر نہیں ملتا۔

☆☆☆

کامیاب مسکراہٹ میں بڑے آنسو پنہاں ہوتے ہیں۔

☆☆☆

موت سے بچنے کی کوشش نے ہی انسان کو ہلاک کر دیا ہے۔

☆☆☆

اگر جوانی میں انسان اپنے مستقبل کا خیال رکھے تو بڑھاپے میں حسرتوں کا شمار بہت کم ہوتا ہے۔

☆☆☆

خواب کو حقیقت مان لیا جائے تو تعبیر کی حقیقت ایک اور خواب بن کے رہ جاتی ہے۔

وحدت کے جلوے کثرت میں پنہاں ہیں۔لیکن اس کے سمجھنے کے لئے احتیاط اور استاد کامل کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

اگر غریب فاقے سے مر رہا ہو تو امیر یقیناً بدہضمی سے مرے گا۔

گزرا ہوا واقعہ گزرتا ہی نہیں ہے، آج بھی ہم دن مناتے ہیں۔ اور اس دن کو آج کا دن کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ کل کا دن تھا۔

بڑے بڑوں کی بڑی، بڑی خدمت کرنے کی بجائے چھوٹے لوگوں کی چھوٹی چھوٹی ضرورت پوری کردی جائے۔

دراصل سورج نہ کہیں سے نکلتا ہے اور نہ کہیں ڈوبتا ہے۔

اس زمین پر ہونے والا یہ سفر ہمارا پہلا سفر ہی درحقیقت ہمارا آخری سفر ہے۔

اسلام صرف روایات کا نام نہیں۔صرف احکام اور ارشادات کا نام نہیں۔مسلمانوں کے متفقہ عمل کا نام بھی اسلام ہے۔

یہ نہ پوچھو کہ وہ حق سے محروم کیوں ہوا۔ تم یہ دیکھو کہ تم نے حق سے زیادہ کیوں حاصل کر لیا۔ تیرا حاصل ہی اس کی محرومی بن گیا۔

اگر کہیں شک بھی ہو جائے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے قریب ہے۔ تو اس کے قریب ہو جاؤ۔

☆☆☆

اگر حال محفوظ ہو جائے تو سارا مستقبل محفوظ۔

بد آدمی بدی نہ کرے تب بھی بد ہے۔ اور نیک آدمی نیکی نہ کرے تب بھی نیک ہے۔

ہم بڑے فخر کے ساتھ اسلام کا پرچار کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں اس بات کا بھی خوف رہتا ہے کہ ہم پر بنیاد پرستی کا الزام نہ آئے

ہر انسان دوسرے انسان کی ضرورت کا خیال رکھے، تو عقائد کا تضاد ختم ہو

دنیا کے عظیم رہنما وقت کے دیئے ہوئے معیار سے بلند ہوتے ہیں۔

☆☆☆

جوانی کے فیصلے جوانی میں ہی بھلے لگتے ہیں۔

THE END____اختتام______

اگر اللہ معاف کر دے تو گناہ کیا ہے، اگر اللہ نامنظور کر دے تو نیکی کیا ہے۔

اگر آپ نے کسی کو قبول نہیں کیا تو یہ سمجھ لیں، کہ کسی نے آپ کو قبول نہیں کیا

اپنے آپ کو بدنصیب کہنے کے گناہ سے بچتے رہو۔